عادات الامام البخاری فی صحیحه

سند و متن، تکرار احادیث، ترتیب کتب و ابواب اور استنباط و اجتہاد میں

امام بخاری رحمہ اللہ کا منہج

تالیف

العلامۃ محدث الحرمین

الشیخ عبد الحق بن عبد الواحد الهاشمی المکی

اردو قالب

ڈاکٹر عبد الغفار

ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن

نظر ثانی

پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد اسرائیل فاروقی

چیئرمین شعبہ علوم اسلامیہ، انجینئرنگ یونیورسٹی، لاہور

مکتبہ افکار اسلامی

عادات الامام البخاری فی صحیحه

سند و متن، تکرار احادیث، ترتیب کتب و ابواب
اور استنباط و اجتہاد میں

امام بخاری رحمہ اللہ کا منہج

تالیف

العلامۃ محدث الحرمین الشیخ
عبدالحق بن عبدالواحد الہاشمی المکی
(۱۳۰۲ھ۔ ۱۳۹۲ھ)

تحقیق و اضافہ
محمد بن ناصر العجمی

اردو قالب
ڈاکٹر عبدالغفار
ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن

نظر ثانی
پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد اسرائیل فاروقی
چیئر مین شعبہ علوم اسلامیہ، انجینئر نگ یونیورسٹی، لاہور

مکتبہ افکارِ اسلامی

نام کتاب	:	امام بخاری رحمہ اللہ کا منہج
تالیف	:	عبدالحق بن عبدالواحد الہاشمی المکی
تحقیق واضافہ	:	محمد بن ناصر العجمی
اُردو قالب	:	ڈاکٹر عبدالغفار، ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن
نظر ثانی	:	پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد اسرائیل فاروقی
ضخامت	:	۱۰۴ صفحات
اشاعت (اول)	:	جنوری ۲۰۱۵ء
مطبع	:	مکتبہ اسلامیہ پرنٹنگ پریس لاہور
ناشر	:	مکتبہ افکارِ اسلامی

ملنے کا پتا

مکتبہ اسلامیہ

بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ پاکستان فون: 37232369 - 042-37244973

بیسمنٹ سمٹ بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد۔پاکستان فون: 2641204 - 041-2631204

E-mail:maktabaislamiapk@gmail.com www.facebook.com/maktabaislamiapk

بسم اللہ الرحمن الرحیم
شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

فہرست مضامین

عرضِ ناشر

یہ کتاب عادات الامام البخاری فی صحیحہ از الشیخ عبدالحق الہاشمی رحمہ اللہ کا اردو ترجمہ ہے۔ جسے ڈاکٹر عبدالغفار اور ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن نے اردو قالب میں منتقل کیا ہے۔ عربی نسخے کی تخریج و تحقیق محمد بن ناصر العجمی نے کی ہے۔ مترجمین کی طرف سے بعض حوالہ جات کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اس کی نظر ثانی کا فریضہ پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد اسرائیل فاروقی حفظہ اللہ نے ادا کیا ہے۔ ان کی نشاندہی کے مطابق ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن نے بعض مفید تعلیقات اور استدراکات کا اضافہ بھی کر دیا ہے۔

کتاب کے شروع میں شیخ عبدالحق ہاشمی رحمہ اللہ کے حالات و اعتقادات پر مشتمل ایک مقالہ شامل کیا گیا ہے۔ جسے پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد اسرائیل فاروقی حفظہ اللہ اور ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن نے ہفت روزہ الاعتصام میں شائع کروایا تھا۔ یہ مقالہ بنیادی طور پر ان کی کتاب عقیدة الفرقة الناجیة کی روشنی میں تحریر کیا گیا ہے۔ (ان کی اس کتاب کا ترجمہ بھی بعنوان ''نجات یافتہ گروہ کا عقیدہ'' شائع ہو چکا ہے۔)

عادات الامام البخاری فی صحیحہ الشیخ عبدالحق الہاشمی کی صحیح بخاری کی تدریس و تحقیق کا نچوڑ ہے جس میں نہ صرف طلباء بلکہ علماء کے لیے بھی راہنمائی کا وافر سامان موجود ہے۔ اس کتاب میں سند و متن، تکرار احادیث، ترتیب کتب و ابواب اور استنباط و اجتہاد میں امام بخاری رحمہ اللہ کا منہج بیان کیا گیا ہے۔ کتاب کے آخر میں محقق کی طرف سے صحیح بخاری کے بارے میں اور امام بخاری رحمہ اللہ کے نقطہ ہائے نظر سے متعلق بہت سی مفید معلومات کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ خدام الدین کی اس محنت کو قبول کرے اور ان کے لیے اس کتاب کو صدقہ جاریہ بنائے۔

الشیخ ابو محمد عبدالحق الہاشمی رحمہ اللہ

حالات اور اعتقادات

تاریخ اسلام میں ایسے علماء بھی ہوئے ہیں جو اپنی ذات میں ایک جماعت اور ملت تھے۔ ان کی خدمات اس قدر ہیں کہ اُن کا احاطہ کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ ایسی ہی ایک شخصیت الشیخ ابو محمد عبدالحق الہاشمی مہاجر مکی کی ہے جو خلق کثیر کی ہدایت کا ذریعہ بنے، جن کی ذات کو رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا۔ اِن کے تبحر علمی سے برصغیر اور سرزمین عرب کے متعدد تشنگان علم نے پیاس بجھائی۔ اُن کی ذات مرقع کمالات ہے، وہ بیک وقت متبحر عالم، مقرر و خطیب اور مدرس و مصنف تھے۔ اگر آج ان کی تمام تر علمی تصانیف منظر عام پر آ جائیں تو انہیں شیخ الاسلام امام عبدالحق کے نام سے یاد کیا جائے۔ اُن کے علمی کمالات اور تفوق کی بنا پر حکومت سعودیہ نے اُنھیں نہ صرف سعودی شہریت دی بلکہ حرم مکی میں تدریس کا اعزاز بھی بخشا۔ چناں چہ انھوں نے تادم آخر یہ فریضہ خوش اسلوبی سے ادا کیا۔

سلسلۂ نسب

مولانا عبدالحق الہاشمی کا سلسلہ نسب بیالیس واسطوں سے امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ یہ سلسلہ نسب اُن کی برادری کے پاس تحریری شکل میں موجود ہے۔ جو اس طرح ہے:

ابو محمد عبدالحق بن عبدالواحد بن محمد الکبیر بن الہاشم بن رمضان بن بلال بن ھبۃ اللہ بن علی بن اسماعیل بن جلال بن الشمّس بن الامیر بن جعفر بن عبدالرحمٰن بن جلال ابن محمد بن الامیر بن واصل بن ابی العباس بن ہاشم بن محمد الکبیر بن عبدالرحمٰن بن جلال بن محمود بن عمر بن

جلال بن الامیر بن نجیب بن عمر بن نصیر بن محمد بن عابد بن ابی بکر بن نجیب بن زید بن عابد بن ابی مسلم بن عبداللہ بن عباس بن محمد بن زید بن عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما۔ ❶

نوٹ:...... شیخ اپنے پردادا الہاشم کی نسبت سے ہاشمی کہلاتے ہیں۔

ابتدائی حالات

شیخ موصوف سابق ریاست بہاولپور کے ایک گاؤں کوٹلہ شیخاں میں مولانا عبدالواحد رحمہ اللہ کے گھر پیدا ہوئے۔ انھوں نے اپنا سن ولادت ۱۳۰۲ھ لکھوایا ہے۔ ❷

بعض علماء نے آپ کا سن ولادت ۱۳۰۱ھ بیان کیا ہے۔

شیخ عبدالحق نے ابتدائی تعلیم و تربیت اپنے والد محترم سے حاصل کی۔ موصوف فرماتے ہیں: ''میں والدین کی تربیت و شفقت میں پلا۔ میں اِن کی اولاد میں سب سے چھوٹا تھا۔ مجھ سے پہلے پیدا شدہ میرے بھائی سب فوت ہو چکے تھے۔ اکلوتا بیٹا ہونے کی وجہ سے والدین کا پیار مجھے ہی حاصل تھا۔ انہوں نے میری بہترین تربیت کی۔ قرآن مجید، فارسی زبان اور صرف ونحو کی کتب والد محترم سے پڑھیں۔

بعد ازاں اُنہوں نے اپنے والد محترم کے حکم سے حصول علم کے لیے بستیوں اور شہروں کا سفر اختیار کیا۔ ملتان، بٹالہ اور دہلی میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ انھوں نے ماہر اساتذہ سے صرف ونحو، معانی و بیان، بلاغت، ادب، لغت وشعر کی تعلیم حاصل کی، عقائد اور اصول فقہ پر دروس لیے اور فقہ و تفسیر میں بنیادی کتب ماہر اساتذہ سے پڑھیں۔ بعد ازاں علوم الحدیث اور علوم القرآن کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سلسلے میں اہل السنۃ کی کثیر کتب کا مطالعہ کیا، تفسیر اور حدیث ان کا خاص موضوع تھا۔

اساتذۂ کرام

شیخ عبدالحق نے کثیر اساتذہ کرام اور مشائخ عظام سے استفادہ کیا، ذیل میں مجموعی طور

❶ عقیدة الفرقة الناجیة، صفحہ: ۲۷.

❷ عقیدة الفرقة الناجیة، از ابو الشیخ محمد عبدالحق الہاشمی، صفحہ: ۱۹ طبع اوّل۔

پر تمام کا ذکر کیا جاتا ہے۔

① ابو القاسم عیسیٰ بن احمد راعی: ان پر نحو کی کئی کتب کی قراءت، کی حدیث میں مشکوٰۃ المصابیح اور صحاح ستہ، تفسیر طبری کے کچھ اجزاء، امام بیہقی کی کتاب الاسماء و الصفات اور علاوہ ازیں دیگر کئی کتب ان سے پڑھیں۔ یہ شیخ الہند مولانا محمود حسن دیو بندی اور دیگر اکابرین کے شاگرد تھے۔ ❶

② ابو الفضل امام دین بن محمد بن ماجہ قنبری۔ انہیں آپ نے صحیح بخاری و صحیح مسلم اور سنن ابو داؤد سنائیں اور سنن ثلاثہ کا سماع کیا اور مسند احمد مکمل کی، جب کہ تفسیر طبری کا کچھ حصہ پڑھ کر انہیں سنایا۔ تفسیر بیضاوی اور کتب بلاغہ میں مطول للتفتازانی اور دیگر کتب ادب و لغت ان سے پڑھیں۔ ❷

③ ابو الفضل محمد بن عبداللہ ریاستی شیخ الکل سید نذیر حسین محدث دہلوی کے شاگردوں میں سے ہیں آپ نے ان سے روایت کی بالمشافہ اجازت حاصل کی۔ ❸

④ ابو عبدالرب محمد بن ابی محمد غیطی سے آپ نے موطأ امام مالک، مقامات حریری اور کئی دیوان پڑھے۔ حدیث و فقہ کی کئی کتب ان سے سماعت کیں۔ ❹

⑤ ابو یسار محمد بن عبداللہ غیطی سے آپ نے صحیح بخاری کے کچھ حصے پڑھے۔

⑥ احمد بن عبداللہ بن سالم بغدادی مدنی سے صحیح بخاری، مسند احمد اور دیگر کتب حدیث کے کچھ حصے پڑھے۔

⑦ ابو اسماعیل ابراہیم بن عبداللہ لاہوری سے صحیح بخاری کا کچھ حصہ پڑھا۔

⑧ ابو محمد بن محمود الطنافسی سید نذیر حسین محدث دہلوی کے شاگردوں میں سے ہیں۔ ان سے آپ نے بخاری کے کچھ اجزاء سماعت کیے۔ ❺

---

❶ عقیدة الفرقة الناجیة، صفحہ: ۲۳۔ ❷ ایضاً۔

❸ ایضاً۔ ❹ صفحہ ۲۴۔

❺ ایضاً۔

⑨ مولانا عبدالتواب ملتانی جو کہ سید نذیر حسین دہلوی کے شاگردوں میں سے ہیں، سے آپ نے صحاح ستہ اور مسند احمد کے کچھ حصے پڑھے۔

⑩ ابوعبداللہ عثمان بن حسین عظیم آبادی سے صحیح بخاری کے بعض حصے پڑھے۔

⑪ ابوالحسن محمد بن حسین دھلوی سے آپ نے اجازۃ الروایۃ حاصل کی۔

⑫ ابوالوفاء حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری سے بھی آپ کو اجازۃ الروایۃ حاصل ہے۔ ❶

⑬ ابوسعید حسین بن عبدالرحیم بٹالوی کے سامنے آپ نے کتب ستہ، مسند احمد اور معاجم و مسانید کے بعض اجزاء کی قراءت کی۔ انہوں نے آپ کو روایت کی اجازت تحریری طور پر عطا کی۔ آپ سید نذیر حسین رحمہ اللہ کے شاگردوں میں سے ہیں۔

⑭ حسین بن حیدر ہاشمی کے سامنے صحیح بخاری کے بعض حصوں کی قراءت کی۔

⑮ ابوادریس عبدالتواب بن عبدالوھاب اسکندر آبادی پر صحیح بخاری کی قراءت کی۔ ❷

⑯ ابومحمد ہبۃ اللہ بن محمود الملانی پر بعض حصوں کی قراءت کی اور بعض کا سماع کیا، سنن اربعہ اور صحیح مسلم کا سماع حاصل ہوا۔

⑰ خلیل بن محمد بن حسین بن محسن انصاری پر مسجد الحرام میں اُنہوں نے قراءت کی۔

⑱ سعید بن محمد المکی سے آپ نے صحیح بخاری کے بعض حصے سماعت کیے۔

⑲ عمر بن ابوبکر حضرمی مکی سے بخاری شریف کا کچھ حصہ سماعت کیا۔

⑳ ہبۃ اللہ ابومحمد مہدوی پر کثیر کتب کی قراءت کی اور کافی کا سماع حاصل ہوا۔

㉑ سید نذیر حسین محدث دہلوی سے آپ کو اجازت عامہ حاصل ہے۔

آپ کا سلسلہ روایت شاہ ولی اللہ کے ذریعے ابوالطاھر الکردی المدنی تک پہنچتا ہے۔ ❸

کتب مقروءۃ علی المشائخ

شیخ موصوف نے مختلف موضوعات پر اساتذہ کرام سے بے شمار کتب کا درس لیا، جن کی

---

❶ صفحہ ۲۔ ❷ ص ۲۵۔

❸ مذکورہ بالا اساتذہ کے تذکرے کے لئے دیکھئے عقیدۃ الفرقۃ الناجیۃ، صفحہ ۲۶۔

تفصیل کچھ یوں ہے:

صرف میں: زرادی، زنجانی، شافیہ اور شروحات وغیرہ۔

نحو میں: شرح عوامل جرجانی للجامی، هداية النحو، كافيه مع شروحات، الفية ابن مالك مع شروحات، المفصل مع شرح، اوضح المسالك، مغنی اللبيب، كتاب سيبويه، الاشباه و النظائر للسيوطی وغيره۔

ادب میں: مقامات حریری، مقامات بدیع ہمدانی، حماسہ ابوتمام، متنبّی، بحتری اور ابوتمام کے دیوان، دیوان حسان، جاہلی شعراء کے دیوان، نیز ابو الفرج اصبہانی کی کتاب الاغانی کا انہوں نے مطالعہ کیا۔

معانی و بیان میں: مفتاح العلوم ازسكاكی، تلخيض للقزوينی، المختصر و المطول للتفتازانی، دلائل الاعجاز واسرار البلاغة للجرجانی، الطراز از يحيیٰ بن حمزه۔

میراث میں: السراجية اور الشريفية۔ ❶

منطق میں: ایساغوجی، شرح التهذيب والسلم اور اس کی شروحات۔

عقائد میں: عقائد نسفی، شرح عقيده طحاويه، كتاب الاسماء والصفات للبيهقی۔

تفسیر میں: تفسیر ابن جریر، تفسیر بغوی، ابن کثیر، جلالین، بیضاوی، کشاف۔

اُصول حدیث میں: نخبة الفكر لابن حجر، الفية العراقی۔

حدیث میں: موطا امام مالك، صحيحين، سنن اربعه، مسند طيالسی، مسند دارمی اور مسند احمد، سنن الكبری للبيهقی، مستدرك حاكم، سنن دارقطنی، مسند شافعی، الادب المفرد للبخاری، مسانيد ابو حنيفة، معجم طبرانی الصغير والكبير، صحيح ابن حبان، مسند ابی يعلی،

❶ ایضاً صفحہ ۲۷، ۲۸۔

مسندالبزار، الفردوس، مصنف عبدالرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ، مسندابی عوانۃ، المنتقی لابن الجارود، المختارۃ للضیاء، شرح معانی الآثار، مشکل الآثار للطحاوی اور سنن سعید بن منصور ودیگر کتب۔

وہ کتب جن کا آپ نے خود مطالعہ کیا، ان کی تعداد احاطہ تحریر سے باہر ہے ان کی کچھ تفصیل موصوف کی کتاب عقیدۃ الفرقۃ الناجیۃ کے صفحات ۲۹۔۳۱ میں دیکھی جاسکتی ہے۔

عبدالحق الہاشمی مہاجر المکی کی تصانیف

آپ کی مولفات میں مندرجہ ذیل کتب نہایت اہم ہیں:

1. کشف المغطّٰی عن رجال الصحیحین والمؤطا
2. مفتاح المؤطا و الصحیحین
3. مسند الصحیحین
4. مصنف الصحیحین
5. شرح الصحیحین والمؤطا
6. شرح تراجم البخاری
7. شرح مسند احمد
8. تراجم رجال مسند احمد
9. تفسیر القرآن بالقرآن والسنۃ
10. الردعلی ابن ترکمانی
11. شرح منظومۃ الامیر الیمانی
12. نظم رجال الصحیحین
13. البدور العارجۃ بین الفصحی والدارجۃ
14. شرح مقدمۃ الامام مسلم
15. عقیدۃ الفرقۃ الناجیۃ

اِن کے علاوہ مختلف مسائل پر رسائل موجود ہیں۔

شیخ عبدالحق مہاجر مکی زودنویس اور خوش نویس تھے، اُنھوں نے مسجد الحرام میں بیٹھ کر سینتیس ہزار احادیث قلم بند کیں اور تین بار قرآن مجید لکھا، صحیح بخاری کی تلخیص لکھی۔

مولانا عزیز الرحمٰن لکھوی فرماتے ہیں کہ مولانا کے صاحبزادے مولانا عبدالوکیل نے ایک دن مجھے کھانے پر مدعو کیا، مولانا مرحوم کے کتب خانے میں کھانے کا انتظام کیا۔ اس وقت مولانا عبدالوکیل نے حدیث کی کئی ایک کتابوں پر مولانا مرحوم کے علمی اور قیمتی نوٹ اور حواشی دکھائے۔ [1]

چند مشہور تلامذہ

تشنگان علم کی کثیر تعداد نے آپ سے کسب فیض کیا۔ آپ کے چند نامور شاگرد مندرجہ ذیل ہیں:

1. مولانا سلطان محمود رحمہ اللہ۔ (شیخ الحدیث جلال پور پیروالا)
2. شیخ الحدیث مولانا عبدالرزاق رحمہ اللہ (مولانا کے بڑے فرزند۔ وفات ۱۱ اپریل ۱۹۸۶ء)
3. سید بدیع الدین راشدی رحمہ اللہ آف جھنڈا سندھ۔
4. مولوی عبدالکریم سابق مدرس جامعہ سلفیہ فیصل آباد۔
5. بلند پایہ کتاب المناھل کے مصنف شیخ یمانی۔

مولانا مرحوم کی آل اولاد

مولانا کے چھ بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں، بڑے بیٹے مولانا عبدالرزاق رحمہ اللہ ہیں۔ ان کو مولانا پاکستان میں اپنا نائب مقرر کر گئے تھے۔ مولانا عبدالرزاق کو اللہ تعالیٰ نے کثیر الاولاد بنایا۔ اِن کے نو بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں:

- حافظ محمد اسحاق (فاضل درس نظامی جامعہ محمدیہ جلال پور پیروالا، ایم اے ایل ایل بی)
- حافظ محمد یحییٰ (جوانی میں وفات پا گئے۔)

---

[1] مدینہ منورہ سے عزیز الرحمٰن لکھوی کا مکتوب۔

- حاجی محمد زکریا
- محمد ابراہیم (سابق پروفیسر اسلامیات و پرنسپل گورنمنٹ ڈگری کالج ڈیرہ نواب صاحب)
- پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد اسرائیل فاروقی (چیئر مین شعبہ علوم اسلامیہ انجینئر نگ یونیورسٹی، لاہور وخطیب جامع مسجد انجینئر نگ یونیورسٹی)
- محمد اسماعیل فاروقی (ایم اے اسلامیات۔ایل ایل بی)
- محمد سلیمان فاروقی (ایم اے اسلامیات۔ایل ایل بی)
- محمد یوسف فاروقی (بی اے۔ایل ایل بی)
- محمد شعیب فاروقی (بی اے۔ایل ایل بی)

تین بیٹیاں ام کلثوم، آسیہ اور خدیجہ ہیں جو گورنمنٹ کے مختلف تعلیمی اداروں میں تدریسی خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔

مولانا عبدالرزاق کی والدہ محترمہ وفات پا گئیں تو مولانا عبدالحق الہاشمی نے ایک اور خاتون سے نکاح کیا جن سے مندرجہ ذیل اولاد ہوئی:

- علامہ عبدالجمیل المعروف علامہ ابوتراب الظاہریؒ، وزارت اعلام و اطلاعات سعودی عرب میں عمید رہے۔ یہ صاحب قلم تھے، لغت میں حجت تسلیم کئے جاتے تھے۔
- مولانا عبدالوکیل الہاشمی۔حرم میں اپنے والد محترم کی جگہ پر کچھ عرصہ تک مدرس رہے۔ شیخ عبدالحق رحمہ اللہ کا تمام علمی ذخیرہ انہی کے پاس ہے۔
- حافظ عبدالوالی الہاشمی: سعودی حکومت میں مختلف عہدوں پر فائز رہے ہیں۔
- عبدالجلیل الہاشمی: (دوران ملازمت وفات پا گئے تھے۔)
- محمد ہاشم الہاشمی: (سعودی حکومت میں مختلف عہدوں پر فائز رہے۔)

حالات زندگی اور دعوت و تبلیغ

آپ نے ریاست بہاول پور میں آنکھ کھولی۔ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد کسب علم کے لئے مختلف مدارس کا سفر اختیار کیا۔تکمیل علم کے بعد آپ نے اپنے آبائی گاؤں

مراجعت کی۔ دعوت توحید وسنت کا آغاز کیا پھر یہاں سے نقل مکانی کر کے کچھ عرصہ قصبہ مہند نامی مقام پر درس و تدریس کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ بعد ازاں احمد پور شرقیہ کے کچھ احباب نے اپنے ہاں آنے کی دعوت دی، آپ نے دعوت قبول کی اور محلّہ کٹڑا احمد خان میں فروکش ہوئے۔آپ کی تگ ودو سے احمد پور شرقیہ میں اچھی خاصی جماعت بن گئی۔اس شہر میں آپ نے ۲۵ سال خطابت و تدریس کے فرائض سرانجام دیئے۔مولانا نے احمد پور شرقیہ کی تاریخ میں پہلی اہل حدیث کانفرنس کا انعقاد کیا جس میں مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ، مولانا محمد جونا گڑھی رحمہ اللہ، مولانا ابوسیف بناری رحمہ اللہ، اور دیگر بڑے بڑے علماء شریک ہوئے۔

۱۹۴۸ء میں شاہ عبدالعزیز ابن سعود کی دعوت پر سعودی عرب چلے گئے۔حرم مکی میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا اور اس مقدس فریضے کو تادم آخر ادا کرتے رہے۔

آپ بلند پایہ محدث، مفسر، محقق، مدرس اور مصنف ہونے کے ساتھ ساتھ سلطنت خطابت کے بادشاہ بھی تھے۔ ملتان، مظفر گڑھ، ڈیرہ غازیخان، جام پور، جھنگ، شورکوٹ اور بہاولپور میں دعوت و تبلیغ اور خطابت کے جوہر دکھاتے رہے۔متحدہ ہندوستان میں امرتسر، بٹالہ، اور دلی میں آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس میں شرکت کرتے رہے۔

اوصاف وکمالات

خالق کائنات نے انھیں بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا۔ایک خوبی یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو بلا کا حافظہ عطا کیا تھا۔انہیں بہت سی احادیث زبانی یاد تھیں۔احادیث کی کتابیں طلباء کے سامنے کھلی ہوتیں اور مولانا بغیر دیکھے عبارت پڑھتے جاتے۔

حرمین شریفین سے انہیں والہانہ محبت تھی وہاں جانے کے بعد آپ نے پاکستان میں جائداد بنانے یا واپس آنے کا کبھی نہ سوچا۔اُنہوں نے ساری زندگی بیت اللہ کے سامنے گزار دی، اللہ تعالیٰ نے انہیں استغناء کی دولت سے مالا مال کیا تھا۔شاہ ابن سعود سے لے کر شاہ فیصل تک سب ان کی قدر کرتے تھے لیکن آپ نے کبھی ان سے کوئی درخواست نہیں کی تھی۔ ساری زندگی محلّہ مسفلہ میں کرائے کے مکان میں گزار دی۔ان کی زندگی قاضی سلیمان منصور

پوری کے اِس شعر کی مصداق تھی ؎

حق کو حق سے مانگ کبھی ماسوا سے نہ مانگ

تمام شاہوں کے شہنشاہ کے دربار میں آ جانے کے بعد

آپ روزانہ تلاوت قرآن کے بعد صحیح بخاری کا ایک جزء بھی ختم کرتے ❶ اُن پر اللہ تعالیٰ نے بے شمار انعامات کیے، وہ خود فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مجھ پر اتنے احسانات کیے ہیں اگر اللہ تعالیٰ مجھے حضرت نوح علیہ السلام جتنی عمر بھی عطا کرے تو بھی میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا۔ ❷

آپ کے چند عظیم خواب

آپ رحمہ اللہ نے چند رویا صالحہ بھی دیکھے۔ جس زمانے میں آپ طلب حدیث میں مصروف تھے اسی دوران انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی۔ آپ ان کے آگے سے گزرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سفید لباس پہنے ہوئے تھے اور چہرہ چاند کی طرح روشن تھا۔

دوسری بار خواب میں اس طرح آپ کی زیارت ہوئی کہ آپ خوبصورت لباس میں ایک کرسی پر تشریف فرما آسمان سے اترے ہیں (مولانا فرماتے ہیں کہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے معانقہ کیا۔

تیسری بار انہوں نے آپ کو اس حالت میں دوران خواب دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جنازہ کو ایک آدمی کے ساتھ مل کر اٹھائے ہوئے ہیں (مولانا بتاتے ہیں) میں سر مبارک کی طرف سے اور دوسرا آدمی پاؤں کی طرف سے اٹھائے ہوئے ہیں۔ میں اسی حالت میں پانی کے اندر داخل ہو جاتا ہوں۔ خواب میں میرے دل میں القاء ہوا کہ میں آپ کی مردہ (متروکہ) سنتوں کو زندہ (جاری) کروں گا۔

چوتھی بار انہوں نے خواب میں اپنے آپ کو حجرہ مبارک میں پایا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے

❶ گویا تیس دنوں میں صحیح بخاری مکمل کر لیتے۔ (ش ح)

❷ عقیدة الفرقة الناجية، ص ١٨.

سامنے ایک بڑا رجسٹر ہے۔ انہوں نے آپ ﷺ کے ایک صحابی کا نام دریافت کیا۔ آپ نے انہیں فرمایا: اس رجسٹر میں دیکھو تو آپ نے اس صحابی کا نام اس دیوان (رجسٹر) میں لکھا ہوا دیکھا۔ مولانا فرماتے ہیں:

میری والدہ نے نبی اکرم ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ ہمارے گھر تشریف فرما ہیں۔ مجھے بلایا میرے ہاتھ میں قلم دوات تھی آپ املا فرماتے رہے اور میں لکھتا رہا۔ میری والدہ ہمارے قریب آئی آپ ﷺ اٹھ گئے میں بھی آپ کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا۔ پھر ہم ایک اور کمرے میں داخل ہوئے۔ آپ مجھے لکھوانے لگے۔

آپ فرماتے ہیں: یہ خواب میں نے کسی ترفع یا بڑائی کی خاطر ذکر نہیں کئے بلکہ یہ تو عاجز اور کمزور بندے پر اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت کے اظہار کے طور پر ہے۔ واللّٰہ علی ما اقول شھید و ھو حسیبی

سفر آخرت

مرحوم کے وصال پر عزیز الرحمٰن نے مدینہ منورہ سے ایک مکتوب ارسال کیا تھا جس میں انہوں نے مولانا کی مرض الموت، وصال کے حالات تجہیز و تکفین، نماز جنازہ اور تدفین کا ذکر کیا۔ مختصر تذکرہ کچھ یوں ہے:

چودہ رمضان المبارک ۱۳۹۲ھ کو آپ پر فالج کا حملہ ہوا اور تکلیف میں بہت اضافہ ہو گیا۔ مگر آپ کا معمول برابر جاری رہا بلکہ اپنے آخری وقت میں بخاری شریف منگوائی اور بڑی محبت اور عقیدت کے ساتھ اس پر ہاتھ پھیرا اور پانی طلب کیا تھوڑا سا پانی پی کر آپ نے آسمان کی طرف منہ کر کے کلمہ شہادت پڑھا اور قبلہ رخ ہو کر لیٹ گئے اور جان جان آفریں (اللہ تعالیٰ) کے سپرد کر دی، إنا للہ و انا الیہ رجعون

آپ نے ۹۱ برس کی عمر میں ۱۷ شوال ۱۳۹۲ھ بروز جمعرات بوقت ظہر مکہ مکرمہ میں وفات پائی۔ جمعہ کی رات کو مغرب کی نماز کے بعد بیت الحرام میں تقریباً ستر ہزار فرزندان توحید نے امام کعبہ کی اقتدا میں نماز جنازہ پڑھی اور راتوں رات آپ کی نعش کو مدینہ طیبہ لایا

گیا (جس کی آپ نے وصیت کی تھی) اور مسجد نبوی میں تقریباً پچاس ہزار فرزندان اسلام نے آپ کی نماز جنازہ ادا کی اور امام الحرم نے آپ کے جنازہ کو کندھا دیا۔

آپ کی نعش البقیع قبرستان لے جائی گئی۔ پاکستانی وقت کے مطابق تقریباً آٹھ بجے صبح اور مقامی وقت کے مطابق ٹھیک چھ بجے صبح مدینہ طیبہ کے مشہور اور تاریخی قبرستان البقیع میں امام دارالہجرۃ امام مالک رحمہ اللہ، شیخ القراء بالمدینہ امام نافع رحمہ اللہ اور مشہور صحابی حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی قبروں کے درمیان آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

مولانا مرحوم کے عقائد ونظریات

آپ کا عقیدہ سلف صالحین کے مطابق تھا۔ آپ اپنا عقیدہ کتاب و سنت سے اخذ کرتے تھے۔ جو درحقیقت اہل سنت کا طریقہ ہے۔ آپ کے معتقدات آپ کی مؤلفہ کتب سے بھی مترشح ہوتے ہیں۔ نیز آپ نے اپنے عقیدہ کی تفصیلات اپنے ہونہار بیٹے علامہ ابوتراب کو لکھوائی تھیں۔ جن کا تذکرہ عقیدۃ الفرقۃ الناجیۃ میں کیا گیا ہے۔

ایمان

''اقرار باللسان، تصدیقِ قلب اور احکام شرعیہ پر عمل کرنے کا نام ہے۔ تصدیق قلب دل کا عمل ہے۔ اعمال ایمان میں داخل ہیں۔ بعض اعمال ایمان کو مکمل کرتے ہیں اور بعض بنیاد کی حیثیت رکھتے ہیں، وہ ساقط ہو جائیں تو ایمان مفقود ہو جاتا ہے کیونکہ ایمان قول وفعل سے مرکب ہے۔ ایمان کم یا زیادہ ہوتا رہتا ہے۔ اطاعت سے زیادہ اور معصیت سے کم ہوتا ہے۔'' [1]

توحید اور اس کی اقسام

''اللہ تعالیٰ ہر چیز کا رب ہے اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔ اس کے بہت سے اسماء اور

[1] صفحہ:۹۔

صفات ہیں۔ ربوبیت، الوہیت اور اسماء و صفات میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے، وہ زندہ ہے، موت سے پاک ہے۔ آسمانوں اور زمینوں کو تھامنے والا، اسے اونگھ اور نیند نہیں آتی۔ وہ مخلوق کے اعمال سے غافل نہیں۔ وہ بندوں پر ظلم نہیں کرتا۔ اس کی اجازت کے بغیر کوئی بھی اس کے ہاں سفارش نہیں کرسکتا۔ ہم اس کے علم کا احاطہ نہیں کر سکتے۔ وہ جس کو جتنا چاہتا ہے علم عطا کرتا ہے کائنات میں کوئی بھی چیز اسے عاجز اور بے بس نہیں کر سکتی، وہ مکمل صفات والا ہے، وہ غیب و ظاہر سب کو جانتا ہے۔ محافظ ہے، پیدا کرنے والا ہے۔ زمین و آسمان کی ہر چیز اُس کی تسبیح بیان کرتی ہے۔ اسی کی بادشاہت اور تعریف ہے۔'' [1]

توحید الاسماء والصفات کی تفصیلی بحث

مولانا فرماتے ہیں: ''اپنے گاؤں میں سلف صالحین کے اس نظریہ کا سب سے پہلے میں نے اظہار کیا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے بارے میں قرآن و حدیث میں آنے والے الفاظ کو ظاہر پر محمول کیا جائے اور کسی کیفیت، تشبیہ اور تاویل کے بغیر استواء علی العرش، نزول الی السماء، ہاتھوں، آنکھوں، قدم وغیرہ کا اثبات کیا جائے۔'' [2]

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ضحک (ہنسنا) اور کلام کرنا وغیرہ مقدس صفات قرآن و حدیث میں جیسے بیان ہوئی ہیں آپ ان کا اثبات کرتے تھے۔ صفات الٰہی میں تاویل کرنے والوں کی آپ تردید کیا کرتے تھے کیونکہ صفات الٰہیہ میں تاویل گمراہی کی طرف دھکیل دیتی ہے۔ الفاظ کی ظاہری دلالت کی مراد پر ایمان لانا ضروری ہے۔ [3]

اللہ تعالیٰ کل کائنات سے اوپر ہے یہ نہیں کہ آسمان اسے اٹھائے ہوئے یا سایہ کئے ہوئے ہے اس کے ہمارے ساتھ ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ وہ مخلوق میں حلول کر چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قریب اور ساتھ ہونا نگہداشت اور علم کے اعتبار سے ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ کی جملہ صفات کا اثبات کرتے تھے مگر اس انداز سے کہ مخلوقات کی صفات سے کسی طرح بھی وہ مماثل

---

[1] صفحہ۹۔ [2] صفحہ۵۔

[3] صفحہ۷۔۸۔

نہیں۔ وہ اپنی ذات کے اعتبار سے عرش پر مستوی ہے۔ مگر کیفیت کے بارے میں سوال کرنا بدعت ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کی کیفیت بیان نہیں کی جا سکتی اسی طرح اس کی صفات کا اثبات بھی ایمان میں داخل ہے کہ وہ مخلوق کی صفات کے مشابہ نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفات کا انکار کفر ہے۔ ❶

اللہ تعالیٰ کے بارے میں وہی الفاظ استعمال کئے جائیں گے جو نص (قرآن و حدیث کی دلیل) سے ثابت ہیں مثلاً نفس، حُب، غضب، تعجب، رضا، رحمت، فرح، سخط (ناراضی)، کراھیۃ، انتقام، عفو، کید، مکر، شدت، قدرت، عزت (غلبہ)، برکت، اتیان (آمد) وغیرہ وغیرہ۔ ❷

اللہ تعالیٰ تمام نقائص سے منزہ ہے۔ وہ محبت کرتا ہے، ناپسند کرتا ہے۔ راضی اور ناراض ہوتا ہے۔ وجہ (چہرہ)، اصابع (انگلیاں)، رجل (پاؤں) قبضہ (مٹھی) اور ساق (پنڈلی) وغیرہ کا اللہ تعالیٰ پر اطلاق کرنا ثابت ہے، ان کے معانی میں تحریف درست نہیں۔ ❸

اللہ تعالیٰ نے فی الحقیقت کلام فرمایا ہے۔ اس کا حجاب نور ہے۔ آنکھیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں۔ ❹ آپ اللہ تعالیٰ کی فعلی صفات کا اثبات کرتے تھے جیسے پیدا کرنا، صورتیں بنانا، موت دینا، زندہ کرنا، کشادگی عطا کرنا، تنگی کر دینا، لپیٹنا، آنا وغیرہ تمام صفات جن کے کتاب وسنت میں دلائل موجود ہیں، وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ❺

یہ ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کو دائیں ہاتھ میں لپیٹ لے گا اور زمین کو دوسرے ہاتھ میں پکڑے گا اور یہ کہ آسمان کو ایک انگلی پر، زمین کو ایک انگلی پر اشجار، اور گیلی مٹی (تری) کو ایک انگلی پر، پہاڑوں کو ایک انگلی پر اور سب مخلوقات کو ایک انگلی پر رکھے گا۔ (جیسے اس کی شان کے لائق ہے۔ کیفیت معلوم نہیں۔) یہ سوال کرنا کہ اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ دلیل سے ثابت ہے۔ ❻ اس کا جواب یہ ہے کہ ''اللہ تعالیٰ اوپر ہے'' اس جواب کو رسول اللہ ﷺ نے درست قرار دیا تھا۔ وہ کل مخلوق سے اوپر۔ مخلوق سے بائن اور جدا ہے۔ باری تعالیٰ کا علو اس

---

❶ صفحہ ۸۔ ❷ صفحہ ۱۰۔ ❸ صفحہ ۱۱۔
❹ صفحہ ۱۱۔ ❺ صفحہ ۱۲۔ ❻ صفحہ ۱۴۔

کے منافی نہیں، وہ نمازی کے سامنے ہوتا ہے۔ وہ آسمانِ دنیا کی طرف نزول کرتا ہے، عرش کسی بھی وقت اس کی ذات سے خالی نہیں ہوتا۔ اس کی صفات خواہ ذاتی ہوں یا فعلی، اس کی ذات سے الگ نہیں بلکہ اس کے ساتھ قائم ہیں۔ اس بارے میں کسی بھی انداز کی تاویل کرنا بدعت والا کام ہے۔ جو کام ہو گیا یا جو چیز ہو گئی وہ مخلوق ہے، وہ اپنی صفتِ فعل سے ازل سے متصف ہے۔ اپنی مشیت اور قدرت کے ساتھ کلام فرماتا ہے۔ ان کے کلمات کی کوئی انتہا نہیں۔ اس کی صفات میں سکوت بھی ثابت ہے۔ یہ نظریہ رکھنا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے اسماء وصفات پیدا کئے ہیں اور یہ مخلوق ہیں گمراہی ہے۔

اسی طرح یہ کہنا کہ اسماء وصفات غیر ذات ہیں غلط ہے۔

غیرت، رحمت، ندا دینا وغیرہ اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں۔ ❶

صفات باری تعالیٰ کے بعض الفاظ کا اطلاق کبھی مخلوق پر بھی ہوتا ہے جیسے عیسیٰ علیہ السلام کو کلمة الله کہا گیا ہے حالانکہ وہ مخلوق ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کے کلمات مخلوق نہیں۔ ان کو کلمة الله اس لئے کہا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے کلمہ ''کن'' سے پیدا ہوئے ہیں وہ بذاتہ کلمۃ اللہ نہیں ہیں کہ اس سے یہ دلیل لی جائے کہ اللہ کے کلمات مخلوق ہیں۔ ❷

عرش وکرسی: عرش مخلوق ہے اس کو فرشتے اٹھائے ہوئے ہیں۔ اسی طرح کرسی بھی مخلوق ہے۔ ❸

قرآن: قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے جبریل کی طرف القاء کیا انہوں نے اسے نبی ﷺ کے قلب اطہر پر اتارا۔

کلام اللہ مخلوق نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے۔ ❹

افعال العباد: بندوں کے افعال مخلوق ہیں۔

چند ایمانیات: مختصر تذکرہ کچھ یوں ہے:

ایمان بالرسل: تمام انبیاء علیہم السلام برحق ہیں۔ ❺

---

❶ صفحہ ۱۵۔ ❷ صفحہ ۱۵۔ ❸ صفحہ ۱۵۔

❹ صفحہ ۱۰۔ ❺ صفحہ ۱۲۔

ایمان بالکتب: انبیاء علیہم السلام پر جو کتابیں نازل کی گئی ہیں وہ حق اور سچ ہیں۔ ❶

تقدیر پر ایمان: تقدیر کے خیر وشر پر ایمان ہونا ضروری ہے۔ البتہ شر کی نسبت اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی طرف نہیں کی جاسکتی۔ کیوں کہ اللہ کے فیصلے کے مطابق شر مخلوق کے حساب سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ کائنات کے اعتبار سے خیر محض ہے کیونکہ ہر کام جو اس کائنات میں ہو رہا ہے اس کی مکمل رحمت اور حکمت کے تحت ہے۔ ماکان و مایکون (جو ہو چکا اور جو ہوگا) کی جملہ کیفیات کو وہ ازل سے ابد تک جانتا ہے۔ اور لوح محفوظ میں اسے لکھ رکھا ہے۔ کائنات میں ہر کام اس کی مشیت سے ہو رہا ہے اور وہی ہر چیز کا خالق ہے البتہ اللہ نے اپنے بندوں کو بھی کچھ طاقت، اختیار اور ارادہ عطا کیا ہے۔ ❷

فرشتوں پر ایمان: فرشتے اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ ان کی مختلف ذمہ داریاں لگائی گئی ہیں۔ ہر انسان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے بزرگ فرشتے لکھنے والے (کراماً کاتبین) موجود ہیں۔ ملک الموت بھی برحق ہے۔ جبریل نبیوں کی طرف اللہ تعالیٰ کے نمائندہ ہیں۔ ❸

آخرت پر ایمان: آخرت کا دن برحق ہے۔ ❹

انسانوں کا قبروں سے اٹھنا اور اعمال کا وزن کیا جانا ثابت ہے۔ بعض کے اعمال بھاری ہوں گے اور بعض کے خفیف۔ ہر انسان کو اس کی زندگی کا نامہ اعمال مل جائے گا۔ صور میں پھونکا جانا اور لوگوں کی بے ہوشی ثابت ہے۔ حوض کوثر، جس کی تفصیل حدیث میں مذکور ہے، برحق ہے۔ عذاب و ثواب اور جنت و جہنم برحق ہیں اور یہ دونوں پیدا کی جا چکی ہیں۔

قبر میں سوالات ہوں گے، قبر کی راحت اور عذاب قبر (دونوں) برحق ہیں۔ ❺ قبر کو راحت اور عذاب روح مع جسم ہوتا ہے۔ اور روح کو الگ بھی ہوتا ہے۔ روحیں جسموں سے نکلنے کے بعد باقی رہتی ہیں۔ ❻

---

❶ صفحہ ۱۳۔ ❷ صفحہ: ۹۔ ❸ صفحہ ۱۲۔۱۳۔
❹ صفحہ ۱۳۔ ❺ صفحہ ۱۳۔ ❻ صفحہ ۱۶۔

دجال کا خروج، عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور امام مہدی کا ظہور ہوگا۔ ❶

مولانا فرماتے ہیں: ''میرا عقیدہ ہے کہ جنت اور جہنم ہمیشہ قائم اور باقی رہیں گی۔ ان کے ساکنین کو موت نہیں آئے گی۔'' ❷

صراط جو جہنم کے اوپر ایک پل ہے برحق ہے۔ ❸

سماع موتی: مردے مخصوص اوقات سماع کرتے ہیں جیسے دفنانے کے فوراً بعد مردہ جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ اور باقی تمام احوال میں ان کا سماع ثابت نہیں ہے۔ ❹

منکر نکیر: قبر میں منکر نکیر کے سوالات برحق ہیں۔ ❺

ایصال ثواب: لوگ جو مردوں کے لئے دعا اور صدقہ و خیرات کرتے ہیں اس کا فائدہ مردوں کو ہوتا ہے۔ ❻

زیارت قبور: زیارت قبور کا مقصد عبرت، آخرت کی یاد اور قبر والوں کے لیے مغفرت کی دعا ہوتا ہے نہ کہ ان کی عبادت کرنا، ان سے فریاد رسی کرنا اور برکت کے لیے ان کی قبر کی مٹی کو چھونا۔ ❼

روز قیامت کی شفاعت: روز قیامت دو طرح کی شفاعت رسول اللہ ﷺ کے لئے مختص ہوگی، اہل محشر کی اور جنت میں داخلہ کے لئے مستحقین جہنم کی اور عام گنہگاروں کی شفاعت ہو گی۔ مگر یہ آپ ﷺ کے ساتھ خاص نہیں ہے دیگر انبیاء اور صالحین بھی ان کے لئے شفاعت فرمائیں گے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ جسے چاہیں گے بغیر شفاعت کے بھی معاف کردیں گے۔ ❽

انبیاء علیہم السلام اور فوت شدہ صالحین سے مانگنا

فوت شدہ انبیاء اور صالحین سے سوال کرنا، (تبرک کے لئے) قبروں کو ہاتھ لگانا اور اللہ کے علاوہ کسی اور کے لئے نذر ماننا کھلا شرک ہے۔ ❾

---

❶ صفحہ ۱۴۔ ❷ صفحہ ۱۳۔ ❸ صفحہ ۱۳۔
❹ صفحہ ۱۶۔ ❺ صفحہ ۱۳۔ ❻ صفحہ ۱۳۔
❼ صفحہ ۱۵۔ ❽ صفحہ ۱۱۔۱۲۔ ❾ صفحہ ۱۳۔

وسیلہ: دعا میں بجاہ فلاں یا بحق فلاں کہنا (دعا میں) حد سے بڑھنا ہے۔ اس لئے کہ دعا مانگنے والے کا حق فلاں یا حرمت فلاں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسی طرح شخصیات کو سفارش میں پیش کرنا ہے۔ البتہ دعا میں اعمال کا وسیلہ پیش کرنا درست ہے۔ ❶ اعمال صالحہ کی بجائے کسی شخص کی شخصیت (ذات) کو وسیلہ بنانا بدعت ہے۔ ❷

جنات: جن بھی (اس زمین میں) آباد ہیں وہ بھی (انسانوں کی طرح) مکلّف مخلوق ہیں، ان میں مومن بھی ہیں، نافرمان بھی اور کافر بھی۔ ❸

بدعات: ہر عمل جس کی شکل وصورت عبادت اور تقرب کی ہو مگر اس پر سلف صالحین کا عمل نہ ہو بدعت کہلاتا ہے۔ بدعت گمراہی ہے۔ اس میں وہ تمام کام داخل ہیں جن کو آپ ﷺ نے وجوب واستحباب کے طور پر مشروع قرار نہ دیا ہو۔ ❹

نبی ﷺ کی قسم کھانا۔ مجالس میلاد قائم کرنا اور یہ سمجھ کر اٹھ کھڑا ہونا کہ نبی یہاں تشریف لے آئے ہیں اور تمام بدعات کی آپ رحمہ اللہ شدت سے تردید کرتے تھے۔ ❺

عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ نے شیخ ہاشمی کو ناصر السنة اور قامع البدعة (بدعت کا قلع قمع کرنے والا) قرار دیا۔ ❻

چند محرمات

آپ رحمہ اللہ صوفیہ کے رقص نیز دعاؤں اور مناجات کے وقت آلات موسیقی کا استعمال ناجائز قرار دیتے تھے۔ آپ کے نزدیک داڑھی مونڈنا، مردوں کا ٹخنوں سے نیچے چادر (شلوار، تہبند وغیرہ) لٹکانا، تصویر سازی، مردوں کا ریشم پہننا اور سونے کی انگوٹھی پہننا حرام اور ممنوع ہیں۔

مشرکوں کا کھانا تو دور کی بات ہے آپ وہ کھانا بھی نہیں کھاتے تھے جس میں بدعت کا

---

❶ صفحہ ۱۴۔ ❷ صفحہ ۱۶۔ ❸ صفحہ ۱۶۔
❹ صفحہ ۱۰۔ ❺ صفحہ ۱۶۔
❻ تقریظ علی عقیدة الفرقة الناجیة، ص ۳.

شائبہ موجود ہو۔عبادت کے لئے تین مساجد (مسجد الحرام، مسجد نبوی، مسجد اقصیٰ) کے علاوہ کسی جگہ کی طرف شدِ رحال جائز نہیں۔ گلے میں تمیمہ لٹکانا اور ستاروں سے قسمت معلوم کرنا شرکیہ امور ہیں۔غیبی امور کے کشف کا دعویٰ کرنا باطل ہے۔ ❶

نبوت ورسالت

تمام انبیاء ﷺ انسان ہیں اور اللہ تعالیٰ کے عبادت گزار بندے ہیں۔ پہلے رسول نوح علیہ السلام ہیں۔ اسلام وہ دین ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے پسند کیا ہے۔ جو رسالت کو تسلیم نہ کرے وہ کافر ہے۔ ❷

عصمت رسول ﷺ

تبلیغ دین میں کوتاہی اور معاصی سے آپ ﷺ معصوم ہیں۔ آپ کے بعد کسی امام کے لئے عصمت کی خصوصیت نہیں ہے۔ اس بارے میں روافض کا عقیدہ درست نہیں کہ امام معصوم ہوتے ہیں۔

آپ ﷺ کے لئے شفاعت عظمیٰ ثابت ہے اور آپ کا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بڑا ہے۔آپ کی اتباع اور فرمانبرداری سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ ❸

معراج النبی و دیگر معجزات

اللہ تعالیٰ نے آپ کو عظیم معجزات سے نوازا مگر ان کا اظہار آپ کے اختیار میں نہیں تھا۔ رسول اللہ ﷺ کا بیت المقدس کی طرف سفر اور معراجِ آسمانی حالتِ بیداری میں ہوا۔ ❹ آپ ﷺ نے معراج کی رات رب تعالیٰ کی عظیم نشانیاں دیکھیں۔ آپ نے نور دیکھا۔ اس بات کا کوئی ثبوت نہیں کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے۔ نہ کسی صحابی سے ہی اس کا ثبوت ملتا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی بالصراحت یہ نہیں بیان کیا گیا کہ آپ نے اپنی آنکھ سے رب تعالیٰ کو دیکھا ہے۔ ان سے ''رویت قلبی'' کا تذکرہ منقول ہے۔ آپ نے جو آنکھ کی

❶ صفحہ ۱۳۔ ❷ صفحہ ۱۶۔
❸ صفحہ ۱۲۔ ❹ صفحہ ۱۳۔

رؤیت کا تذکرہ کیا ہے اس سے آپ کی مُراد آیات کبریٰ کی رؤیت ہے۔ ❶

البتہ روز قیامت اہل ایمان اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے۔ ❷

ختم نبوت

آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں، آپ کی بعثت کے ساتھ نبوت و رسالت کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے۔ آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا کافر ہے۔ ❸

حیات النبی ﷺ

[illegible] برزخی ہے۔ قبور میں انبیاء کی نمازوں کی کیفیت کا ہمیں کوئی علم نہیں۔ ❹ [illegible]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے افضل ابوبکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ ❺ آپ ﷺ کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور سے تیس سال تک خلافة علی منهاج النبوة برحق ہے۔ جملہ بہتر ادوار میں رسول اللہ ﷺ کا زمانہ سب سے بہتر ہے، پھر (افضلیت میں اس سے کم وہ زمانہ ہے) جو اس کے ساتھ متصل ہے اور پھر جو اس کے ساتھ ہے۔ اس امت میں ایک جماعت ہمیشہ رہے گی جو حق کو ہاتھ سے نہیں جانے دے گی۔ ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے باہمی مشاجرات (اختلافات اور جھگڑوں) میں زبان درازی نہیں کرتے۔ ہم اس بارے میں سکوت اختیار کرتے ہیں۔ ❻

اولیاء اللہ

اولیاء الرحمٰن صرف وہ ہیں جو مخلص مومن ہیں مگر جو شعبدہ باز اور مکار ہیں وہ اولیاء اللہ نہیں ہیں۔ ❼

---

❶ صفحہ ۱۱۔ ❷ صفحہ ۸۔ ❸ صفحہ ۱۵۔۱۶۔
❹ صفحہ ۱۳۔ ❺ صفحہ ۱۴۔ ❻ صفحہ ۱۶،۱۱۔
❼ صفحہ ۱۳۔

مرتکب کبیرہ

ارتکاب گناہ سے کوئی مومن ملت اسلامیہ سے خارج نہیں ہوتا اور نہ وہ ابدی جہنمی ہوتا ہے، گناہ کے باوجود اس کے پاس ایمان ہے جس کی بنا پر وہ نجات پا جائے گا کیونکہ وہ کلی طور پر ایمان سے نہیں نکلا۔ نیز کسی خطا کی وجہ سے کسی مومن پر لعنت کرنا درست نہیں۔ ❶

گمراہ فرقے

جہمیہ، معطلہ، مشبہہ، متفلسفہ، معتزلہ، خوارج، کرامیہ، مرجیہ، جبریہ، قدریہ، قرامطہ اور باطنیہ سب گمراہ فرقے ہیں۔ [illegible]

[illegible]۔ مولانا مرحوم نقشبندی، قادری اور شاذلی وغیرہ وغیرہ بدعتی طرق کے بھی قائل نہیں تھے۔ ❷

مباہلے اور مناظرے

آپ کے آبائی علاقے میں سب سے پہلے آپ نے مسلک کتاب وسنت کو صحیح طور پر متعارف کروایا۔ آپ نے کوٹلہ شیخاں میں ان لوگوں کی تردید کی جو صالحین اور مردوں کو مدد کے لئے پکارتے تھے۔ قبروں پر چڑھاوے چڑھاتے تھے۔ اس حوالے سے مولانا کا ایک خاندان سے مباہلہ ہوا اللہ تعالیٰ نے ان کی نسل ختم کر دی۔ اسی طرح بے دین ملحدوں، رافضیوں اور قادیانیوں کے ساتھ بھی آپ کے کئی مناظرے ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے مولانا کو فتح عطا کی۔ ❸ لوگ کثیر تعداد میں عقیدہ کتاب وسنت کے قائل اور عامل ہو گئے۔

اسلوب فتاویٰ

آپ سب سے پہلے قرآن مجید سے اور پھر احادیث سے فتویٰ دیتے تھے۔ قرآن و حدیث میں کوئی مسئلہ نہ پاتے تو صحابہ وتابعین کے فرامین کی روشنی میں فتویٰ دیتے، آخر میں ائمہ مجتہدین کے اقوال کی روشنی میں فتویٰ دیتے۔ ❹

---

❶ صفحہ ۱۱۔ ❷ صفحہ: ۸۔
❸ صفحہ ۵، ۱۶۔ ❹ صفحہ ۶۔

چند دیگر مسائل

آپ آمین بالجہر، فاتحہ خلف الامام نماز میں صف بناتے وقت قدم سے قدم ملانے اور رفع الیدین (رکوع جاتے، رکوع سے اُٹھتے اور پہلے تشہد سے اٹھتے وقت بھی) کے قائل و فاعل تھے۔ ❶ یہی محدثین کا موقف ہے۔

تقلید اور احترام ائمہ

آپ رحمہ اللہ نے فرمایا:

''جو آدمی ایک مخصوص شخص کی تقلید کرتا ہے اور اس کی بات کو کبھی نہیں چھوڑتا، چاہے وہ بات خلاف سنت ہی ہو اور اس پر کوئی دلیل بھی نہ ہو تو گویا اس نے اس شخص کو اطاعت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا شریک بنا دیا۔'' ❷

آپ رحمہ اللہ نے فرمایا: ''میں ائمہ اربعہ اور ان کے علاوہ ائمہ گرامی قدر کا احترام کرتا ہوں اور میرا یقین ہے کہ فقہاء مجتہدین کو ان اجتہادی مسائل میں دوہرا اجر ملتا ہے جن میں ان کی رائے درست ہو اور اگر خطا ہوگئی تو پھر بھی اکہرا اجر تو ضرور ملتا ہے۔ میں نہیں کہتا کہ عمداً انہوں نے حدیث کی مخالفت کی ہے۔

اگر یہ ممکن ہو کہ امام کے قول کی ایسی توجیہ کی جائے کہ حدیث کے مخالف نہ رہے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ ان کی طرف قصداً مخالفت کی نسبت کر دی جائے یعنی مخالفت کے اسباب میں عذر تلاش کرنا ہی بہتر ہے۔ مثلاً امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا یہ قول منقول ہے: "الاشعار مثلة" شعار (کعبہ کی طرف لے جائے جانے والے اونٹ کی کوہان کا خون بہانا) مثلہ ہے۔'' یہ عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے مگر یہ کہا جا سکتا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اس کام میں اہل کوفہ کے مبالغہ پر انکار کیا ہو کہ وہ لوگ اونٹ کی کوہان کو بہت گہرا زخمی کر دیتے تھے جس سے بسا اوقات قربانی کمزور ہو جاتی اور اس کی موت واقع ہو جاتی، اور وہ مکہ مکرمہ تک نہ پہنچ سکتی، شاید اسی انداز کے اشعار کو انہوں نے مثلہ قرار دیا ہو۔'' ❸

❶ صفحہ ۶، ۲۲۔ ❷ صفحہ ۷۔ ❸ صفحہ ۲۰۔

دعا

آخر میں آپ رحمہ اللہ کی دعا کا ذکر کیا جاتا ہے جو اُنھوں نے اپنے خاتمے کے لیے کی:

"اسال الله العظيم و المولى الكريم و الرب الرحيم ان يحسن لى الخاتمة عند الموت وان يميتنى على الايمان والاسلام والسنة وان يعيذنى من فتنة القبر وعذاب القبر ومن فتنة النار وعذاب النار وان ييسرلى المحاسبة فى الكتاب و ان ينجينى من المناقشة فى الحساب و يرحم الله عبدا قال اٰمينا

"اللہ عظیم مولیٰ کریم اور رب رحیم سے سوال ہے کہ وہ خاتمہ بالخیر کرے، ایمان و اسلام اور سنت پر موت آئے، مجھے فتنہ قبر، عذاب قبر اور فتنہ و عذاب جہنم سے محفوظ رکھے محاسبہ نامۂ اعمال میں آسانی کرے۔ اور حساب میں پوچھ گچھ سے بچائے۔ ویرحم اللہ عبدا۔ قال اٰمینا [1]

[1] صفحہ ۲۲۔۲۳۔

سند اور فقہ وفہم کے بارے میں امام بخاری رحمہ اللہ کا منہج

کتب حدیث کی مختلف شروحات کے مطالعے اور علم حدیث پر مبنی ذخیرہ کتب کے مختلف مجموعہ جات کی چھان بین اور تلاش بسیار کے بعد، میں امام بخاری رحمہ اللہ کے چند علمی وفقہی مناہج کو منصۂ شہود پر لانے میں کامیاب ہوا ہوں جن کا ازبر کرنا ناگزیر ہے۔ میری اس کاوش کا مقصود یہ ہے کہ طالبینِ علم حدیث اور مطالعینِ صحیح بخاری ان سے کماحقہ استفادہ کرسکیں۔

صحیح بخاری میں امام بخاری رحمہ اللہ کے مناہج دو طرح کے ہیں:

1. سند سے متعلقہ مناہج۔
2. فقہ وفہم سے متعلقہ مناہج۔

سند سے متعلقہ منہج امام بخاری رحمہ اللہ

سند سے متعلقہ امام بخاری رحمہ اللہ کے مناہج بہت زیادہ ہیں۔ جن کی معرفت صحیح بخاری میں عرق ریزی اور دقیق نظری کے بعد ہی حاصل ہوسکتی ہے۔ سند سے متعلقہ مناہج امام بخاری حسب ذیل ہیں:

① ...... امام بخاری رحمہ اللہ متنِ حدیث کو ایک سند کے ساتھ مکرر نہیں لاتے بلکہ ہر باب کے تقاضے کے مطابق اس متنِ حدیث کو کسی دوسری سند کے ساتھ نقل کرتے ہیں۔

"امام بخاری کو جب کسی حدیث کے مخرج کی رسائی میں دشواری لاحق ہوتی ہے تو پھر وہ حدیث کی سند یا متن کو بدل کر لاتے ہیں یعنی حدیث کو اگر ایک مقام پر متصل نقل کرتے ہیں تو دوسرے مقام پر معلق (بغیر سند کے) نقل کرتے ہیں، اسی طرح اگر ایک مقام پر حدیث کو مکمل بیان کرتے ہیں تو دوسرے مقام پر

اختصار سے کام لیتے ہیں لہٰذا شاذ و نادر ہی حدیث کو سند و متن کے اعتبار سے مکرر نقل کرتے ہیں۔“ ❶

صحیح بخاری میں سند اور متن کے اعتبار سے مکرر احادیث

وہ احادیث جو صحیح بخاری میں سند اور متن کے اعتبار سے مکرر موجود ہیں اُن کی تعداد صاحبِ کتاب کے نزدیک بائیس ہے جو کہ حسبِ ذیل ہیں:

① چربی سے بھری ہوئی چمڑے کی تھیلی کے بارے میں عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی وہ حدیث جس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الخمس اور کتاب الذبائح میں نقل کیا ہے۔ ❷

② اونٹوں کو نحر کرنے کے بارے میں سیّدنا سہل رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث جو کتاب الحج میں منقول ہے۔ ❸

③ ام حارثہ کے بارے میں سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث جو کتاب المغازی اور کتاب الرقاق میں نقل کی گئی ہے۔ ❹

④ اُن دو آدمیوں کے قصے کے بارے میں سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے اٹھ کر چل دیے اور اُن کے پاس دو روشن چراغوں کے مثل کوئی چمکدار چیز تھی۔ امام صاحب نے اس روایت کو کتاب الصلوٰۃ اور علامات النبوۃ میں درج

---

❶ دیکھئے: فتح الباری ١٣/ ٥١٧، هدى السارى ، ص: ١٧ .

❷ حدثنا أبو الوليد حدثنا شعبة...... (كتاب فرض الخمس ، باب ما يصيب من الطعام فى أرض الحرب ، رقم الحديث : ٣١٥٣ وكتاب الذبائح والصيم ، باب ذبائح اهل الكتاب وشحومها من اهل الحرب وغيرهم ، رقم: ٥٥٠٨) .

❸ حدثنا سهل بن بكار حدثنا وهيب...... (كتاب الحج ، باب من نحر هديه بيده ، رقم : ١٧١٢ و باب نحر البدن قائمة ، رقم : ١٧١٤) .

❹ حدثنا عبد الله بن محمد حدثنا معاوية بن عمرو...... (كتاب المغازى ، باب فضل من شهد بدراً ، رقم : ٣٩٨٢ وكتاب الرقاق ، باب صفة الجنة والنار ، رقم : ٦٥٥٠) .

کیا ہے۔ ❶

◈ استقاء کے بارے میں سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث جو کتاب الاستسقاء اور مناقب العباس میں منقول ہے۔ ❷

◈ "اذا التقی المسلمان بسیفیهما" "جب دو مسلمان اپنی تلواروں کے ساتھ باہم آمنے سامنے ہوتے ہیں" کے بارے میں سیّدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی وہ روایت جسے امام صاحب نے کتاب الایمان اور الدیات میں درج کیا ہے۔ ❸

◈ صحیفہ کے بارے میں سیّدنا ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث جسے کتاب الدیات میں نقل کیا گیا ہے۔ ❹

◈ امانت کے بارے میں سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث جسے امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الرقاق اور کتاب الفتن میں نقل کیا ہے۔ ❺

---

❶ حدثنا محمد بن المثنی حدثنا معاذ...... (کتاب الصلوٰة، باب ادخال البعیر فی المسجد للعلة، رقم: ٤٦٥ وکتاب المناقب، علامات النبوة، باب سؤال المشرکین، رقم: ٣٦٣٩).

❷ حدثنا الحسن بن محمد حدثنا محمد بن عبد الله الأنصاری...... (کتاب الاستسقاء، باب سؤال الناس الإمام الاستسقاء، رقم: ١٠١٠ وکتاب فضائل الصحابة، باب ذکر العباس بن عبد المطلب، رقم: ٣٧١٠).

❸ حدثنا عبد الرحمن بن المبارك حدثنا حماد بن زید...... (کتاب الإیمان، باب إن طائفتان من المؤمنین، رقم: ٣١ و کتاب الدیات، باب من احیاها فکانما احیا الناس جمیعاً، رقم: ٦٨٧٥).

❹ حدثنا صدقة بن الفضل، أخبرنا ابن عینة...... (کتاب الدیات، باب العاقلة، رقم: ٦٩٠٣ وباب لا یقتل مسلم بکافر، رقم: ٦٩١٥).

❺ حدثنا محمد بن کثیر أخبرنا سفیان...... (کتاب الرقاق، باب رفع الأمانة، رقم: ٦٤٩٧، کتاب الفتن، باب إذا بقی فحله حثالة من الناس، رقم: ٧٠٨٦).

⑨ ایک دیہاتی آدمی کے قصے کے بارے میں سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث جسے امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الحرث والمزارعة اور کتاب التوحید میں نقل کیا ہے۔ ❶

⑩ قبیلہ بنو نضیر کے احوال کے بارے میں سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث جسے امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الجہاد اور کتاب التفسیر میں درج کیا ہے۔ ❷

⑪ حضرت ایوب علیہ السلام کے استغناء کے بارے میں سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث جس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الانبیاء اور کتاب التوحید میں نقل کیا ہے۔ ❸

⑫ ''لا تقتسم ورثتی'' ''میرے وارث میرے ورثہ کو تقسیم نہ کریں۔'' رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کے بارے میں سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث جو کتاب الوصایا اور الخمس میں موجود ہے۔ ❹

⑬ معاہد کے قتل کے بارے میں سیّدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث جو کتاب الجزیة اور کتاب الدیات میں منقول ہے۔ ❺

---

❶ حدثنا محمد بن سنان، حدثنا فليح...... (كتاب الحرث والمزارعة، باب كراء الأرض بالذهب والفضة، رقم: ٢٣٤٨ وكتاب التوحيد، باب كلام الرب مع اهل الجنة، رقم: ٧٥١٩).

❷ حدثنا على بن عبد الله حدثنا سفيان...... (كتاب الجهاد، باب المجن ومن يترس، رقم: ٢٩٠٤ وكتاب التفسير، باب ما أفاء الله على رسوله، رقم: ٤٨٨٥).

❸ حدثنا عبد الله بن محمد الجعفي، حدثنا عبد الرزاق عن ابى هريرة، عن النبى قال: بينما ايوب يغسل...... (كتاب الأنبياء، باب قوله الله تعالى ﴿وَاَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ﴾، رقم: ٣٣٩١ وكتاب التوحيد، باب قوله تعالى ﴿يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّبَدِّلُوْا كَلٰمَ اللّٰهِ﴾، رقم: ٧٤٩٤).

❹ حدثنا عبد الله بن يوسف، أخبرنا مالك...... (كتاب الوصايا، باب نفقة القيم للوقف، رقم: ٢٧٧٦ وكتاب فرض الخمس، باب نفقة نساء النبیؐ بعد وفاته، رقم: ٣٠٩٦).

❺ حدثنا قيس بن حفص، حدثنا عبد الواحد...... (كتاب الجزية، باب إثم من قتل معاهداً بغير جرم، رقم: ٣١٦٦ وكتاب الديات، باب إثم من قتل ذميا بغير جرم، رقم: ٦٩١٤).

⑭ سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی سترے کے بارے میں وہ حدیث جسے امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الصلوٰۃ اور کتاب بدء الخلق میں درج کیا ہے۔ ❶

⑮ زکوٰۃ کی حفاظت کے بارے میں سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث جسے امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الوکالة اور کتاب فضائل القرآن میں دو مقامات پر معلق نقل کیا ہے۔ ❷

⑯ فقر و فاقہ کی شکایت کے بارے میں سیّدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث جسے امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الزکاۃ اور علامات النبوۃ میں درج کیا ہے۔ ❸

⑰ غزوہ اُحد کے بارے میں سیّدنا انس رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث جسے امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الجهاد اور کتاب المغازی میں نے نقل کیا ہے۔ ❹

⑱ اوائل ہجرت کے بارے میں سیّدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث جسے امام بخاری رحمہ اللہ

---

❶ حدثنا أبو معمر حدثنا عبد الوارث عن ابی سعید الخدری عن النبی ﷺ قال: (کتاب الصلوٰة، باب یرد المصلی من مرّ بین یدیه، رقم: ٥٠٩ وکتاب بدء الخلق، باب صفة إبلیس وجنوده، رقم: ٣٢٧٤).

❷ حدثنا عثمان بن الهیثم أبوعمرو، حدثنا عوف...... وکلنی رسول اللّٰه ﷺ بحفظ زکاة رمضان...... (کتاب الوکالة، باب إذا وکل رجلا......، رقم: ٢٣١١، وکتاب فضائل القرآن، باب فضل سورة البقرة، رقم: ٥٠١٠).

❸ حدثنا عبد اللّٰه بن محمد، حدثنا أبوعاصم النبیل...... (کتاب الزکاة، باب الصدقة قبل الرد، رقم: ١٤١٣ وکتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الإسلام، رقم: ٣٥٩٥).

❹ حدثنا أبو معمر حدثنا عبد الوارث...... (کتاب الجهاد، باب غزو النساء وقتالهن مع الرجال، رقم: ٢٨٨١ وکتاب المغازی، باب ﴿إِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ مِنكُمْ أَن تَفْشَلَا﴾، رقم: ٤٠٦٤). دوسرے مقام پر زیادہ تفصیل سے بیان ہوئی ہے۔

نے کتاب المغازی اور کتاب تعبیر الرؤیا میں درج کیا ہے۔ ❶

(۱۹) سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث "ان جبریل ...... امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب المغازی کے دو ابواب میں نقل کی ہے۔ ❷

(۲۰) سیّدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے احرام کے بارے میں سیّدنا جابر رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث جو کتاب الحج اور کتاب المغازی میں منقول ہوئی ہے۔ ❸

(۲۱) مستحاضہ کے بارے میں اُمّ المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی وہ حدیث جسے امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الحیض اور کتاب الاعتکاف میں نقل کیا ہے۔ ❹

(۲۲) تورات کی تفسیر کے بارے میں سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث جسے امام بخاری رحمہ اللہ

---

❶ "حدثنا محمد بن العلاء حدثنا أبو اسامة...... امام بخاری نے اس روایت کو ایک ہی سند سے کئی مقامات پر نقل کیا ہے۔ (کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الإسلام، رقم: ۳۶۲۲، مطولاً وكتاب المغازی، باب فضل من شهد بدراً، رقم: ۳۹۸۷ مختصراً وباب من قتل من المسلمین یوم أحد، رقم: ٤٠٨١ وكتاب تعبير الرؤيا، رقم: ۷۰۳٥، رقم: ۷۰٤۱)

❷ حدثني ابراهيم بن موسى أخبرنا عبد الوهاب...... عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال يوم بدر: هذا جبريل آخذ برأس فرسه عليه اداة الحرب. امام بخاری نے کتاب المغازی، غزوہ احد میں روایت کیا ہے۔ اس روایت میں یہ ہے کہ یہ غزوہ اُحد کا واقعہ ہے۔ حافظ ابن حجر نے فتح الباری (۷/ ۳٤۹) میں لکھا ہے: اس کے دو پہلو ہیں:

(ا) یہ حدیث اس سے پہلے "باب شهود الملائكة بدراً" میں گزر چکی ہے۔ اسی لیے ابوذر الاصیلی اور بخاری کے دیگر ثقہ راویوں نے اسے یہاں ذکر نہیں کیا اور اسے اسماعیلی اور ابونعیم نے روایت کیا ہے۔

(۲) اس متن میں معروف یہ ہے کہ غزوہ بدر کا واقعہ ہے، جیسا کہ پیچھے گزرا، نہ کہ اُحد کا۔ (کتاب المغازی، باب شهود الملائكة بدراً، رقم: ۳۹۹٥ وباب غزوة احد، رقم: ٤٠٤١).

❸ حدثنا المكي بن ابراهيم عن ابن جريج...... (كتاب الحج، باب فی زمن النبي صلی اللہ علیہ وسلم، رقم: ١٥٥٧ وكتاب المغازی، باب بعث علی بن أبی طالب......، رقم: ٤٣٥٢).

❹ حدثنا قتيبة حدثنا عثمان بن عمر...... (كتاب الحيض، باب اعتكاف المستحاضة، رقم: ۳۱۰ وكتاب الإعتكاف، باب اعتكاف المستحاضة، رقم: ۲۰۳۷).

نے کتاب الاعتصام، کتاب التفسیر اور کتاب التوحید میں درج کیا ہے۔ ❶

❶ حدثنا محمد بن بشار، حدثنا عثمان بن عمر...... (کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب قول النبی ﷺ! لا تسألوا اهل الکتاب من شیء رقم: ٧٣٦٢، وکتاب التفسیر، باب ﴿قُولُوٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا﴾، رقم: ٤٤٨٥ وکتاب التوحید، باب ما یجوز من تفسیر التوراة......، رقم: ٧٥٤٢).

حافظ ابن حجر فتح الباری (٣/ ٥١٧) میں فرماتے ہیں: یہ امام بخاری کے نوادرات میں سے ہے، کیونکہ وہ تو حدیث کو ایک ہی سیاق سے دو مقامات پر بھی روایت نہیں کرتے۔ چہ جائیکہ کہ ایک ہی سیاق سے حدیث کو تین مقامات پر روایت کریں......

ملحوظہ:......جن احادیث کی طرف مؤلف (عبدالحق ہاشمی رحمہ اللہ) نے اشارہ کیا ہے کہ ان میں تکرار ہے وہ انھوں نے ارشاد الساری للقسطلانی (١/ ٢٥) سے نقل کی ہیں۔ جبکہ اس بارے میں قسطلانی فرماتے ہیں: میں نے حافظ ابن حجر کا لکھا ہوا ایک کاغذ دیکھا جسے ہمارے رفیق علامہ البدر المشھدی نے پیش کیا، جس میں عبارت درج تھی، یہ ان احادیث کا مجموعہ ہے جن کو مصنف نے سند و متن کے ساتھ دو مقامات پر ذکر کیا ہے۔ پھر انھوں نے مذکورہ بالا احادیث ذکر کیں تو اس طرح یہ افادہ ابن حجر رحمہ اللہ کی طرف سے ہوا۔

میں (محقق) کہتا ہوں۔ صحیح بات یہ ہے کہ ان احادیث کی تعداد ٢٢ سے زیادہ ہے۔ اُن میں سے چند یہ ہیں:

① سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت "ثلاثة لا یکلمهم الله یوم القیامة" جسے امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب المساقاة اور کتاب التوحید میں نقل کیا ہے۔ یہ روایت سند اور متن کے ساتھ مکرر بیان ہوئی ہے۔ حدثنی عبد اللّٰه بن محمد حدثنا سفیان...... (کتاب المساقاة، باب من رأی أن صاحب الحوض...... رقم: ٢٣٦٩ وکتاب التوحید، باب قول الله تعالیٰ ﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝﴾ رقم: ٧٤٤٦).

② سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت "خیر الناس قرنی" جس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الشهادات اور کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ میں نقل کیا ہے۔ حدثنا محمد بن کثیر أخبرنا سفیان...... (کتاب الشهادات، باب لا یشهد علی شهادة جور إذا أشهد، رقم: ٢٦٥٢ وکتاب فضائل أصحاب النبی ﷺ باب فضائل أصحاب النبی ﷺ ومن صحب النبی ﷺ، رقم: ٣٦٥١).

③ اُمّ المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت "دعا النبی ﷺ فاطمة ابنته فی شکواه" ⇦⇦

حدیث کو مکرر درج کرنے میں امام بخاری رحمہ اللہ کے مقاصد

حدیث کو مکرر نقل کرنے میں امام بخاری کے پیش نظر سات قسم کے مقاصد ہوتے ہیں جو یہ ہیں:

پہلا مقصد: ...... ناقلینِ حدیث سے کسی شبہہ کو زائل کرنا مقصود ہوتا ہے اور وہ اس طرح کہ ایک حدیث کو بعض راویٔ حدیث کو مکمل روایت کرتے ہیں تو بعض اس کو اختصار کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔ چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ اسی حدیث کو مکمل اور اختصار کے ساتھ مکرر لاتے ہیں تاکہ اس حدیث کے ناقلین سے شبہہ کا ازالہ کرسکیں۔

دوسرا مقصد: ...... رواۃ حدیث کے روایت کردہ الفاظ کے اختلاف کو بیان کرنا مقصود ہوتا ہے اور وہ اس طرح کہ مختلف رواۃ کی عبارت حدیث میں الفاظ کا اختلاف بھی پایا جاتا ہے (یعنی حدیث ایک ہی ہوتی ہے مگر جب اس کو مختلف رواۃ یا طرق سے اخذ کیا جاتا

⇦ جس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب المناقب اور کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ میں درج کیا ہے۔ حدثنا یحیی بن قزعة حدثنا ابراهيم بن سعد...... (کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الإسلام، رقم: ٣٦٢٥ وکتاب فضائل أصحاب النبی ﷺ باب مناقب قرابة رسول الله ومنقبة فاطمة عليها السلام بنت النبی ﷺ رقم: ٣٧١٥).

④ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت "إذا قضى الله الأمر فى السماء ضربت الملائكة بأجنحتها" جس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب التفسیر اور کتاب التوحید میں نقل کیا ہے۔ حدثنا علی بن عبد الله حدثنا سفيان...... (کتاب التفسير، باب قوله: ﴿إِلَّا مَنِ اسْتَرَقَ السَّمْعَ ....﴾ رقم: ٤٧٠١ وکتاب التوحيد، باب قوله تعالى، ﴿وَلَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ ....﴾ رقم: ٧٤٨١).

⑤ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت "كان النبی ﷺ إذا أتاه السائل" جس کو امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب الأدب اور کتاب التوحید میں درج کیا ہے۔ حدثنا محمد بن العلاء حدثنا أبو اسامة...... (کتاب الأدب، باب قوله تعالى: ﴿مَن يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً ....﴾ رقم: ٦٠٢٨ وکتاب التوحيد، باب فى المشيئة والإرادة، رقم: ٧٤٧٦).

ہے تو اس کے متن میں الفاظ کا ردّ و بدل ہو جاتا ہے تو جب دوسرے راوی سے اسی حدیث کو اخذ کیا جاتا ہے تو اس کے متن میں کوئی ایسا کلمہ ہوتا ہے جو کسی دوسرے معنی ومفہوم کا احتمال اُٹھتا ہے تو اگر وہی حدیث امام بخاری رحمہ اللہ کی شرائط پر پورا اترتی ہے تو امام صاحب اس کو مکرر یا اس کے تمام طرق کو درج کر دیتے ہیں، پھر اس میں مذکور ہر قابلِ اعتبار الفاظ کی مناسبت سے الگ باب قائم کر دیتے ہیں۔ اس قسم کے متعدد ابواب صحیح بخاری میں موجود ہیں جن کی معرفت نہایت ضروری ولازمی ہے۔

تیسرا مقصد: ......دو متعارض امور میں سے کسی ایک امر کو دوسرے پر ترجیح دینا مقصود ہوتا ہے اور وہ اس طرح کہ اگر اس حدیث کے موصول اور مرسل ہونے کے درمیان یا موقوف اور مرفوع ہونے کے درمیان تعارض ہوتا ہے تو امام بخاری رحمہ اللہ موصول اور مرفوع کو ترجیح دیتے ہیں اور اسی پر اعتماد کرتے ہیں تاہم ساتھ ساتھ وہ مرسل اور موقوف کو بھی نقل کر دیتے ہیں تاکہ قاری کو اس بات کی تنبیہ ہو جائے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک مرسل اور موقوف اثر انداز نہیں ہیں۔

چوتھا مقصد: ......سند سے اضافہ کے وہم کو دور کرنا مقصود ہوتا ہے اور وہ اس طرح کہ بعض رواۃ سند میں موجود اپنے سے اوپر والے درجے میں شاگرد اور اس کے شیخ کے درمیان کسی راوی کا اضافہ کر دیتے ہیں جبکہ اسی حدیث کی دوسری سند میں شاگرد اور اس کے شیخ کے مابین یہ اضافہ منقول نہیں ہوتا تو اس بات سے یہ وہم پیدا ہوتا ہے کہ راوی یعنی شاگرد نے اپنے شیخ سے بھی سماع کیا ہے اور اس زائد راوی سے بھی ملاقات اور سماع کیا ہے۔ پھر وہ زائد راوی بھی اس شیخ سے ملتا ہے اور شیخ اسے وہی حدیث بیان کرتا ہے۔ چنانچہ راوی اس حدیث کو دونوں طرق سے روایت کرتا ہے (یعنی اپنے شیخ کی سند سے بھی اور زائد راوی کی سند سے بھی) پس امام بخاری رحمہ اللہ بھی اس سند کو دونوں طریقوں سے درج کرتے ہیں تاکہ سند میں جو راوی کا اضافہ ہوا ہے اس کے وہم کا ازالہ ہو سکے۔

پانچواں مقصد: ......سماع کی تصریح مقصود ہوتی ہے۔ وہ اس طرح کہ امام بخاری رحمہ اللہ

ایک حدیث کو معنعن (عن عن کے ساتھ) نقل کرتے ہیں پھر اسی حدیث کو ایک دوسرے طریق کے ساتھ نقل کرتے ہیں جس میں راوی کی اپنے شیخ سے سماع کی صراحت موجود ہوتی ہے اور یہ اس لیے ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ راوی کی اپنے شیخ سے ملاقات ثابت ہو۔

چھٹا مقصد: ......حدیث کو حدیث غریب ہونے کی تعریف سے نکالنا مقصود ہوتا ہے کیونکہ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ جو شخص اہل فن میں سے نہیں ہوتا وہ اس بات کا اعتقاد کر لیتا ہے کہ یہ حدیث مکرر ہے۔

ساتواں مقصد: ......حدیث کے مختلف طرق بیان کرنا مقصود ہوتا ہے۔ یہ اس طرح کہ ایک حدیث کئی معانی پر مشتمل ہوتی ہے اور اس کے کئی طرق بھی ہوتے ہیں تو امام بخاری رحمہ اللہ ہر باب کی مناسبت سے اس حدیث کو الگ الگ طرق سے نقل کرتے ہیں۔ [1]

(۲)......امام بخاری رحمہ اللہ ایسے شیخ سے بہت کم روایات اخذ کرتے ہیں جن کے بارے میں بعض ائمہ نے کلام کیا ہو اور جب بھی ایسے کسی شخص سے روایت اخذ کرتے ہیں تو اپنی روایت کی تقویت کے لیے متابعات نقل کرتے ہیں۔

(۳)......امام بخاری رحمہ اللہ بسا اوقات حدیث کو اختصاراً نقل کر دیتے ہیں اس میں امام بخاری رحمہ اللہ کی بہت ساری (علمی و فقہی) اغراض پنہاں ہوتی ہیں، اکثر طور پر وہ ایسا تب کرتے ہیں جب حدیث تو موقوف ہو مگر اس کے بعض الفاظ یا اُس کا کوئی جملہ مرفوع کے حکم میں داخل و شامل ہو لہٰذا امام بخاری رحمہ اللہ صرف اسی جملے کو پیش نظر رکھتے ہیں جو مرفوع کے حکم میں داخل ہوتا ہے اور باقی حدیث کو موضوعِ کتاب (صحیح بخاری) سے عدم تعلق کی بنا پر حذف کر دیتے ہیں۔ یہ مقام مخفی ترین مقامات میں سے ہوتا ہے۔

مثال:......امام بخاری رحمہ اللہ، سیّدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث نقل کرتے ہیں:

---

[1] مصنف نے اس بحث کا اختصار کیا ہے اور اسے حافظ ابن حجر عسقلانی کے (ھدی الساری، ص: ١٥) میں موجود کام سے ترتیب دیا ہے۔

((إن اهل الإسلام لا يسيّبون وإن أهل الجاهلية كانوا يسيّبون.)) ❶

حدیث کا مذکورہ جملہ ایک لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے اور وہ حدیث حسبِ ذیل الفاظ سے شروع ہوتی ہے:

((أنه جاء رجل إلى ابن مسعود فقال: إنی أعتقت عبداً لی سائبة، فمات وترك مالاً ولم يدع وارثا فقال: إن اهل الإسلام لا يسيّبون، فأنت ولی نعمته، فلك ميراثه......الخ)) ❷

یہاں امام بخاری رحمہ اللہ نے صرف مرفوع جملے پر اکتفا کرتے ہوئے باقی موقوف حدیث کو حذف کیا ہے کیونکہ حذف شدہ حصے کا باب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

④...... امام بخاری رحمہ اللہ کی ایک عادت یہ بھی ہے کہ وہ بسا اوقات حدیث کو مقطوع نقل کرتے ہیں وہ اس طرح کہ حدیث ایسے متعدد جملوں پر مشتمل ہوتی ہے کہ جن میں سے ایک کا دوسرے سے کوئی تعلق و ربط نہیں ہوتا۔ لہٰذا امام بخاری رحمہ اللہ طوالتِ حدیث سے بچتے ہوئے اس حدیث کے بعض اجزاء نقل کرتے ہیں اور ہر جملہ کو ایک مستقل باب میں نقل کرتے ہیں اور بعض اوقات تو وہ حدیث کو مبسوط اور مکمل طور پر نقل کر دیتے ہیں۔

علامہ محمد بن طاہر مقدسی رحمہ اللہ نے "جواب المتعنت" نامی ایک لطیف اور مفید کتاب تصنیف کر رکھی ہے جس میں انھوں نے اُن لوگوں کا علمی تعاقب کیا ہے جنھوں نے امام بخاری رحمہ اللہ کے متعلق یہ اعتراض کیا ہے کہ وہ بغیر کسی غرض کے حدیث کو مکرر، مختصر اور الگ الگ ٹکڑے نقل کر دیتے ہیں۔

⑤...... امام بخاری رحمہ اللہ جب حدیث کو ایک سے زیادہ مشائخ سے نقل کرتے ہیں تو متنِ حدیث کی نسبت سب سے آخری شیخ کی طرف کرتے ہیں۔

---

❶ كتاب الفرائض، باب ميراث السائبة، رقم الحديث: ٦٧٥٣.

❷ هدى السارى، ص: ١٦.

﴿۶﴾...... امام بخاری رحمہ اللہ جب سند میں تحویل سے کام لیتے ہیں تو متن حدیث کی نسبت تحویل کے بعد والے رواۃ کی طرف کرتے ہیں۔ (یعنی تحویل کے پہلے حصے کی بجائے تحویل کے بعد والے حصے سے متن اخذ کرتے ہیں) ❶

﴿۷﴾...... امام بخاری رحمہ اللہ متابعات کو کثرت سے نقل کرتے ہیں، تاہم ان کی ذکر کردہ متابعات اُن کے علاوہ دیگر مصنفین کی متابعات سے شکل وصورت کے لحاظ سے بلیغ تر ہوتی ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کی متابعات کی پہچان صرف وہی شخص کرسکتا ہے جو مختلف رواۃ کے طبقات اور اُن کے مشائخ سے ملاقات میں اُن کی باہمی مشارکت سے اچھی طرح آگاہ ہوتا ہے۔ ❷

﴿۸﴾...... امام بخاری رحمہ اللہ حدیث کو نقل کرنے میں عالی سند کو اختیار کرتے ہیں۔ اسانید میں سے عالی تر سند امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک ''اسناد ثلاثی'' ہے جن کی تعداد صحیح بخاری میں بیس سے کچھ زیادہ ہے ❸ جن میں سے اکثر مکی بن ابراہیم سے بعض ضحاک بن مخلد سے اور بعض خلاد بن یحییٰ سے مروی ہیں۔ اسی طرح اسانید میں سے طویل تر سند ''اسناد تُساعی'' ہے اور یہ صرف ایک ہے جو کتاب الفتن میں موجود ہے۔ ❹

---

❶ صحیح بخاری کی حدیث ۱۸۲۳ کی شرح کرتے ہوئے حافظ ابن حجر نے بعینہٖ یہی بات لکھی ہے۔ (دیکھئے: فتح الباری ٤/ ٢٧)

❷ دیکھئے: عمدة القاری شرح صحیح البخاری ازبدر الدین العینی، ۱/ ۸.

❸ بہت سے علماء نے ثلاثیات بخاری پر مستقل کتب تالیف کی ہیں۔ ان میں سے بعض کا تذکرہ آپ فؤاد سزگین کی کتاب تاریخ التراث العربی (۱/ ۳۳۷۔۳۳۸) میں دیکھ سکتے ہیں۔ بعض احادیث رباعیات بخاری ہیں مگر ان کا حکم ثلاثیات ہے۔ جیسا کہ حافظ ابن حجر نے فتح الباری (۱/ ۴۶۹، ۱۱/ ۲۵۶) کے کئی مقامات پر لکھا ہے۔ ایک دوسرے مقام پر حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: یہ صحیح بخاری کی عالی اسناد میں ہے، کیونکہ یہ رباعی ہونے کے باوجود ثلاثیات کے حکم میں ہے۔

❹ کتاب الفتن، باب یاجوج وماجوج، رقم الحدیث: ۷۱۳۵. حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اس سند کے بارے میں رقمطراز ہیں: "انه أطول سند فی البخاری فإنه تساعی" (فتح الباری: ۳/ ۱۰۷) ''یہ صحیح بخاری کی طویل ترین سند ہے اور یہ تساعی ہے۔''

⑨......امام بخاری رحمہ اللہ أصح الأسانید سے متصف سند کو اختیار کرتے ہیں اس کی امثلہ حسبِ ذیل ہیں:

- مالك عن نافع عن ابن عمر

یا الزهری عن سالم عن أبيه

- النخعی عن علقمة عن ابن مسعود

یا الزهری عن علی بن الحسين عن أبيه

یا عبد الرحمٰن بن القاسم عن أبيه عن عائشة . ❶

⑩......امام بخاری رحمہ اللہ تحدیث (حدثنا)، واخبار (أخبرنا)، إنباء (أنبأنا) اور سماع (سمعنا) وغیرہ صیغوں میں کوئی فرق نہیں رکھتے۔ چنانچہ مذکورہ بالا صیغوں کے مابین عدم فرق کے لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں کتاب العلم ❷ کے تحت ایک باب قائم کیا ہے۔

اس سلسلے میں امام طحاوی کا ایک کتابچہ ہے جو کئی مرتبہ طبع ہوا ہے جس کا نام یہ ہے:

"التسوية بين حدثنا واخبرنا"

اکثر اہل حجاز اور اہل کوفہ کا اختیار کردہ موقف بھی یہی ہے البتہ بعض ائمہ کرام نے متذکرہ بالا صیغوں کے مابین فرق کو ملحوظ خاطر رکھا ہے چنانچہ امام مسلم رحمہ اللہ کا اپنی صحیح میں اسی طرف میلان ہے۔

⑪......امام بخاری رحمہ اللہ مبہم و مجہول راوی کے نسب اور وطن کا تذکرہ بھی کرتے ہیں۔

⑫......امام بخاری رحمہ اللہ کی ایک عادت یہ بھی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرنے والے تابعین کے صحائف سے حدیث کو نقل کرتے ہیں تاہم اس مسئلہ میں محدثین کا

---

❶ معرفة علوم الحديث لابن الصلاح، ص: ١٢ . مصنف شیخ عبدالحق نے ان میں سے بعض کا تذکرہ کیا ہے۔

❷ "باب قول المحدث، حدثنا، أو، أخبرنا أو أنبأنا" رقم الباب: ٤ .

بہت زیادہ اختلاف ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ کا منہج یہ ہے کہ وہ جو باب قائم کرتے ہیں اس کی پہلی حدیث صحیفہ سے نقل کرتے ہیں بعد ازاں باب میں کچھ ذکر کرنا چاہتے ہیں کر دیتے ہیں جیسا کہ صحیفہ ابی الزناد کے متعلق فرماتے ہیں:

"عن الأعرج، عن أبی هريرة أنه سمع رسول الله ﷺ يقول:

"نحن الآخرون السابقون"

پھر اپنی سند کے ساتھ اور باب کی مناسبت سے یہ کہتے ہیں:

"لا يبولن احدكم فی الماء." ❶

امام مسلم رحمہ اللہ کا اس مسئلہ میں الگ نقطۂ نظر ہے اور وہ یہ ہے کہ امام صاحب فقط اس حدیث کی طرف اشارہ کرتے ہیں جس کو وہ اپنی صحیح میں پہلے بیان کر چکے ہوتے ہیں جیسا کہ صحیفہ ہمام بن منبہ ❷ کے بارے میں فرماتے ہیں:

"هذا ما حدثنا أبو هريرة عن محمد رسول الله ﷺ."

بعد ازاں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث نقل کرتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"قال رسول الله ﷺ"

⑬...... امام بخاری رحمہ اللہ اپنے قول "حدثنا" سے پہلے "و" کا ذکر کرتے ہیں یعنی "وحدثنا" کہتے ہیں۔

صحیح بخاری میں اس طرح کی صرف ایک مثال ہے جبکہ صحیح مسلم میں اس طرح کی کئی

---

❶ فتح الباری: ١/ ٣٤٧، ٦/ ٣٤٣.

❷ یہ صحیفہ ڈاکٹر محمد حمید اللہ کی تحقیق کے ساتھ المجمع العلمی العربی دمشق کی طرف سے ۱۳۷۲ھ میں شائع ہوا۔ (محقق)

نوٹ:...... حال ہی میں اس کے ایک اردو ترجمے اور شرح کو انصار السنة المحمدية نے لاہور سے شائع کیا ہے۔ اس کی ایک شرح راقم الحروف کی طرف سے مجلہ دعوۃ التوحید، اسلام آباد میں قسط وار شائع کی جا رہی ہے۔ (ش ح)

امثلہ موجود ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس بارے میں ایک نکتہ بیان کیا جائے کیونکہ میں نے شارحین حدیث میں سے کسی ایک شارح کو بھی اس نکتے کے متعلق متنبہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ حتیٰ کہ میں خود بھی طویل عرصہ تک تلاش بسیار کے باوجود اس نکتے کو سمجھنے سے قاصر رہا۔ حالانکہ میں محدثین اور فقہاء کی ایک بہت بڑی جماعت سے شرفِ ملاقات حاصل کر چکا تھا۔ لیکن کسی نے بھی کوئی ایسا تسلی بخش جواب نہ دیا جس سے میرے دل کی اضطرابی کیفیت دور ہو جاتی۔ بلکہ بعض فقہاء نے تو اس بات پر گہرے تعجب کا اظہار کیا کہ میرا سوال ہی بے مقصد اور لایعنی ہے۔ بالآخر میں نے مولانا انور شاہ دیوبندی ❶ کو خط لکھا کیونکہ آپ کی شخصیت حفظ و اتقان کی صفات سے متصف تھی تو انھوں نے بھی میری طرف ''مقدمہ شرح النووی'' ارسال کر دیا۔ لیکن تا حال میں نہ تو امام نووی رحمہ اللہ کے مقدمہ میں اور نہ اُن کی شرح میں ہی اس نکتے پر مطلع ہو پایا ہوں۔ بعد ازاں میں نے مولانا سے شرف ملاقات حاصل کیا اور اُن سے اس بارے میں استفسار کیا کہ ''وحدثنا'' میں جو واؤ مستعمل ہوئی ہے اس کا کیا معنی و مفہوم ہے اور یہ کیوں اور کیسے استعمال میں لائی گئی ہے تو انھوں نے یہ جواب دے کر مجھے مزید حیران کر دیا کہ اُن سے کلامِ مؤلفین کے نکات کے بجائے فقط قرآن کے نکات سے متعلقہ استفسار کیا جائے تو میں اُن کے جواب کو سن کر نہ صرف اس وقت حیران و ششدر رہ گیا بلکہ ابھی تک ورطۂ حیرت میں مبتلا ہوں۔ اپنے شیوخ کی زبانی جو کچھ بھی میں نے سنا اور اُن سے استفادہ کیا وہ بھی میری دلی طمانیت کا باعث نہ بن سکا حالانکہ اُن میں سے اکثر مشائخ علم و فضل کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔

---

❶ یہ مولانا محمد انور شاہ کشمیری ہیں۔ آپ ۱۲۹۲ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی بہت سی تالیفات ہیں جن میں سے مشہور ترین فیض الباری بشرح صحیح البخاری ہے۔ آپ کی وفات ۱۳۵۲ھ میں ہوئی۔ اس بلند مقال مصنف کے حالات زندگی پر ان کے شاگرد مولانا محمد یوسف بنوری نے ایک مستقل کتاب تحریر کی ہے۔ جس کا نام ''نفحة العنبر فی حیاة امام العصر الشیخ انور''۔ اسے مجلس علمی، کراچی (پاکستان) نے ۱۳۸۹ھ میں شائع کیا۔

بعض کے نزدیک یہ ''واؤ'' عاطفہ ہے جو ماقبل حدیث پر معطوف ہوتی ہے لیکن یہ بات بھی ناقابل تسلیم ہے وہ اس لیے کہ امام مسلم رحمہ اللہ اس واؤ کو اُن احادیث کے شروع میں بھی اکثر طور پر بیان کرتے ہیں جن کا ماقبل احادیث سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔بعض کے نزدیک یہ ''واؤ'' مرویات شیخ پر معطوف ہوتی ہے وہ اس طرح کہ جب کوئی مؤلف اپنے شیخ سے ایک ہی مجلس میں ایک سو احادیث اخذ کرتا ہے پھر بعد میں وہ مؤلف ان احادیث میں سے پہلی حدیث کے علاوہ کوئی اور حدیث روایت کرنا چاہتا ہے تو پھر وہ اس کے شروع میں بطور اشارہ اس ''واؤ'' کا استعمال کرتا ہے۔بعض نے اس ''واؤ'' کی بہت ساری مزید توجیہات بیان کی ہیں مگر اُن کے پس پردہ کوئی فائدہ نظر نہیں آتا۔

آخر کار میں نے شارح صحیح بخاری علامہ عینی رحمہ اللہ کی شرح ''عمدة القاری'' کا دقت نظری سے مطالعہ کیا تو مجھے علامہ موصوف کی یہ رائے ملی کہ ''یہ واؤ، افتتاحیہ ہے جس سے اکثر مؤلفین و شارحین لاعلمی کا شکار رہے ہیں۔'' [1]

---

[1] عمدة القاری ۳/ ۹٦، ۱۲/ ۱۹۵، ۱۵/ ۳٦۰. عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری میں اس واؤ افتتاحیہ کے بارے میں مجھے تین مقامات معلوم ہوئے ہیں۔
جہاں تک ''وحدثنا'' کا تعلق ہے تو عینی فرماتے ہیں: ان میں ایک ''وحدثنا بشر (۱/ ۸٤) میں واؤ کا اضافہ ہے۔ یہ واؤ تحویل کے لیے آتی ہے جس سے ایک سند سے دوسری سند کی طرف منتقل ہوا جاتا ہے جسے اکثر ''ح'' کی صورت میں لکھا جاتا ہے۔
جبکہ امام نووی رحمہ اللہ نے اس کا تذکرہ شرح مسلم (۲/۱۸۷) میں مسلم کی روایت (۲۴۰) میں ذیل میں کیا ہے: حدثنا یونس بن عبد الاعلی، اخبرنا ابن وهب، قال: واخبرنی عمرو ان ابا یونس۔ حدثه عن ابی هریرة، عن رسول اللّٰه ﷺ انه قال: والذی نفسی بیده لا یسمع بی احد...... امام مسلم کا واخبرنی عمرو کہنا کہ اخبرنی سے پہلے واؤ ہے، اس واؤ کا اضافہ بہت اچھا ہے۔ اس میں ایک دقیق اور لطیف نکتہ ہے۔ وہ یہ ہے کہ یونس (راوی) نے ابن وہب سے بہت سی احادیث کی سماعت کی جن میں یہ حدیث بھی تھی مگر یہ پہلی حدیث نہ تھی تو ابن وہب نے پہلی حدیث روایت کرتے ہوئے کہا: اخبرنی عمرو بکذا ...... پھر (دیگر احادیث روایت کرتے ہوئے) کہا: واخبرنی عمرو بکذا ...... اخبرنی عمرو بکذا ...... ان تمام احادیث میں وہ یہی انداز اختیار کرتے ہیں۔ ⇦⇦

⑭...... امام بخاری رحمہ اللہ جب "ترجمة الباب" قائم کرتے ہیں تو اس میں مکمل حدیث ہی درج کر دیتے ہیں جیسے انھوں نے اپنے شیخ سے سماعت کی ہوتی ہے تا کہ حدیث میں مطلوبہ دلالت ممکن الحصول ہو سکے۔ حالانکہ حدیث کے باقی حصے کا ساتھ ذکر کرنا کوئی خاص مقصد نہیں رکھتا۔ اس کی مثال سیدنا عروہ بارقی کی وہ حدیث ہے جسے امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب المناقب میں نقل کیا ہے۔ ❶

صحیح بخاری میں اس طرح کی مثالیں بہت زیادہ ہیں۔

⑮...... امام بخاری رحمہ اللہ معلق احادیث بھی نقل کرتے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ کے پیش نظر اس اسلوب میں استشہاد، تقویت یا اختلاف کا بیان وغیرہ جیسی اغراض پنہاں ہوتی ہیں۔ امام بخاری کے یہ وہ اسالیب تھے جن کا تعلق سند سے تھا۔

فقہ وفہم سے متعلقہ منہج امام بخاری رحمہ اللہ

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی جامع میں جہاں صحیح اور مستند احادیث کی تخریج کا اہتمام کیا ہے وہاں فوائد وقواعد کے استنباط کا بھی التزام کیا ہے۔ چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی گہری علمی بصیرت اور وسیع فہم وفراست سے حدیث کے متون سے کثیر تعداد میں معانی و مفاہیم اور اَن گنت احکام ومسائل کا استخراج کیا ہے اور یہی امام بخاری رحمہ اللہ کا سب سے بڑا مقصد اور جلیل القدر منہج ہے۔ لہٰذا آپ دیکھیں گے کہ امام بخاری رحمہ اللہ ایک ہی حدیث سے بہت سارے مسائل کا استنباط کرتے ہیں پھر انھیں الگ الگ ابواب میں بیان کر دیتے ہیں۔ اسی طرح یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ قرآنی آیات کو بطور استشہاد پیش کرتے ہیں اور

⇦⇦ جب یونس (راوی) ابن وہب سے پہلی حدیث کے علاوہ احادیث روایت کرتے ہیں تو مناسب یہی ہے کہ وہ یہ کہیں: قال ابن وهب واخبرنی عمرو یعنی اخبرنی سے پہلے واؤ لکھیں، کیونکہ انھوں نے اسی طرح سماعت کی ہے اور اگر وہ اس واؤ کو حذف کر دیں تو بھی درست ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ اس واؤ کو حذف نہ کیا جائے تا کہ سماعت کے مطابق ہی روایت ہو۔ واللہ اعلم

❶ كتاب المناقب، باب سؤال المشركين أن يريهم النبي ﷺ......، رقم: ٣٦٤٢.

پھر اُن سے مختلف اقسام کے اصولی دلائل کے ساتھ کسی سابقہ نظیر کے بغیر احکام اخذ کرتے ہیں علاوہ ازیں کسی اختلاف کی وضاحت یا تردید کی غرض سے امام بخاری رحمہ اللہ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام کی موقوف روایات کو بھی درج کرتے ہیں جن سے امام بخاری کے راجح موقف کی طرف اشارہ مل جاتا ہے۔ ❶

وہ تراجم ابواب میں احادیث کو کثرت سے نقل کرتے ہیں۔ بعض اوقات تو تراجم ابواب میں صرف ایک حدیث یا ایک آیت یا کچھ بھی نقل نہیں کرتے۔ اسی طرح اور بھی کئی اچھوتے امور ہیں۔ بہرحال امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنے صحیح تراجم ابواب میں نہ صرف استنباط و استدلال کے اسرار بتلائے ہیں بلکہ اُن تراجم میں بہت زیادہ علمی اور پیچیدہ امور پر بھی بحث کی ہے۔ یہی وہ بنیادی وجہ ہے جس نے مختلف افکار و نظریات کو نہ صرف ورطۂ حیرت میں ڈال رکھا ہے بلکہ مختلف انسانی عقول و اذہان اور قلوب و اعیان کو بھی گم گشتہ راہ کردیا ہے اور اسی بنیاد پر فقہاء کرام اور محدثین عظام کی بہت بڑی جماعت نے اس حقیقت کو نہ صرف تسلیم کیا ہے بلکہ یہ کہنے پر بھی مجبور ہو گئے۔

"فقه البخاری فی تراجمه" ❷

امام بخاری رحمہ اللہ کی فقہ اُن کے تراجم ابواب میں پنہاں ہے۔ ❸

---

❶ امام بخاری رحمہ اللہ بہت سے ابواب کو مسند حدیث سے خالی رہنے دیتے ہیں اور معلق حدیث پر ہی اکتفا کر لیتے ہیں۔

❷ هدی الساری : ص :١٣ .

❸ کسی کہنے والے نے کیا ہی خوب کہا ہے: امام بخاری رحمہ اللہ کے قائم کردہ ابواب کے اسرار و رموز کو حل کرنے میں بڑے بڑے اہل علم بے بس نظر آتے ہیں۔ (ان کی کیفیت یہی ہے کہ) وہ پتوں سے کچھ پھل چننے میں کامیاب تو ہوئے ہیں مگر تمام پھلوں تک رسائی حاصل نہیں کر سکے۔ (اس کی کیفیت یہ ہے کہ) وہ ابھی تک تر و تازہ ہے کہ (گویا) اس کی مہر بھی نہیں توڑی گئی۔ وہ ایسی قمیص ہے جس کے بٹن بھی نہیں کھولے گئے۔ اس کے ظاہری معانی پتوں کی مانند ہیں جن کو پردوں کی طرح دروازوں پر ڈال دیا گیا ہو۔ ان میں سے جب کسی بھی دروازے کو تھوڑا سا کھولا جاتا ہے تو اس میں سے علم نہروں کی مانند خوب بہنے لگتا ⇦⇦

یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے من جملہ تراجم ابواب دو قسم میں تقسیم ہوتے ہیں:

① ظاہری تراجم ابواب ② مخفی تراجم ابواب

مخفی تراجم ہی امام بخاری کی انتہائے غرض ہے۔ ❶

[1]...... امام بخاری رحمہ اللہ کا ایک اسلوب یہ ہے کہ وہ خفی کو جلی پر ترجیح دیتے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ کے اس اسلوب بیان سے اکثر طلبہ اس مشکل کا شکار ہو جاتے ہیں کہ ترجمۃ الباب اور اس میں مذکور حدیث کی باہم مناسبت کیا ہے اور اس کی بنیاد و وجہ کون سی چیز ہے؟ اس سے طلبہ کے لیئے تراجم ابواب اور احادیث میں جمع و تطبیق دینا مشکل ہو جاتا ہے۔ لہٰذا جب ہم تراجم ابواب پر دقت نظری اور باریک بینی سے تفکر و تدبر کرتے ہیں تو سوائے چند مقامات کے تراجم ابواب اور احادیث کے مابین اشکال اور تنگی بہت جلد زائل ہو جاتی ہے۔

امام حافظ ابو ولید الباجی رحمہ اللہ اپنی تالیف ''رجال البخاری'' میں حافظ ابو ذر ہروی سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ ہمیں ابوالحسن مستملی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ میں نے صحیح بخاری کو اس کی اس اصل سے منقول کیا ہے جو امام فربری رحمہ اللہ ❷ کے پاس محفوظ و مامون تھی، میں نے اس میں نامکمل اشیاء کو دیکھا اور بعض جگہوں کو خالی دیکھا جہاں باب کے سوا کچھ بھی نہیں لکھا گیا اور ❸ ایسی احادیث بھی نظر سے گزریں جن پر تراجم ابواب کو قائم نہیں کیا گیا تھا لہٰذا ہم نے بعض اشیاء کی بعض کی طرف اضافت و نسبت کر دی ہے۔

⇐⇐ ہے۔ اس میں کوئی تعجب نہیں ہوگا کہ اگر امام بخاری کی مخلوق کے لیے یہ حیثیت ہو جائے جیسے سمندر بارشوں کا باعث بنتے ہیں۔ ان جیسے اہل علم ان کے آگے سرفگندہ ہیں، جب وہ نمودار ہوتے ہیں تو وہ ٹھوڑیوں اور سر کے بل گر پڑتے ہیں۔ (قسطلانی نے ان اشعار کو ارشاد الساری ۱/۳ میں نقل کیا ہے۔)

❶ هدی الساری، ص: ۱۳.

❷ ان کے حالات زندگی کے لیے دیکھئے ابن رُشید سبتی رحمہ اللہ کی کتاب افادة النصيح فی التعريف بسند الجامع الصحيح (ص:۱۰) اور امام ذہبی کی کتاب سير اعلام النبلاء (۱۵/ ۱۰).

❸ فن حدیث کے بہت بڑے امام ابن رُشید سبتی رحمہ اللہ نے افادة النصيح (ص:۲۶) میں اس کا ⇐⇐

امام الباجی مذکورہ موقف پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"مذکورہ موقف کی صحت پر جو چیز دلالت کناں ہے وہ یہ ہے کہ امام مستملیؒ، امام سرخسیؒ، امام کشمینی ❶ اور امام ابوزید مروزیؒ ❷ کی روایت باوجود ایک اصل

⇦⇦ جواب یہ دیا ہے: امام بخاری رحمہ اللہ سے یہ اس بنا پر واقع ہوا ہے کہ انہیں معانی کی پیچیدگیوں پر عبور تھا اور ان کے مبہمات پر انہیں ملکہ حاصل تھا۔ وہ معانی کے سمندر میں غواصی کرنے نوادر کلمات کے معانی کو ڈھونڈ نکالنے میں مہارت رکھتے تھے۔ وہ غوطہ زن ہونے والے کے موتی اور شکاری کی ہرنی پر ہی خوش ہوتے تھے۔ آپ رحمہ اللہ اپنے دل اور زبان پر آنے والے معانی اور الفاظ کے ازدحام کی وجہ سے غور و فکر اور توقف کرتے، مگر یہ توقف اختیاری طور پر ہوتا نہ کہ ششدر اور متحیر ہوکر۔ نتیجتاً حتمی فیصلہ کیا جاتا، تاہم وقت نے مہلت نہ دی۔ معاملہ اس طرح نہیں ہے جس طرح ابوالولید الباجی نے کہا ہے کہ ان کے کلام میں غلطی ہے جس کا ہم نے تذکرہ نہیں کیا۔

ابن رُشید نے اس سے ایک سطر پہلے کہا تھا: اس کے بعد ابوالولید نے اس قسم کا کلام کیا ہے جسے چھوڑنا لازم تھا۔ اس کے بعد ابن رُشید (ص: ۲۷) نے امام بخاری کے تراجم ابواب کی تعریف کرتے ہوئے یہ بھی کہا جو امام بخاری کے کلام میں فقہ و استنباط اور عربیت و لغت کے غور کرے گا وہ دیکھے گا کہ ایک سمندر میں کئی سمندر سموئے ہوئے ہیں، ان کی نیت کو اچھا قرار دینا چاہیے، اس کتاب کے تراجم قائم کرنے میں ان کا خوبصورت کارنامہ ہے۔ اس میدان میں اسماعیلی نے جو اپنی کتاب المدخل میں صحیح بخاری کی تعریف کرنے کے بعد کہا ہے وہ بہت عمدہ ہے۔ انھوں نے ان لوگوں کا تذکرہ بھی کیا ہے جنھوں نے ان کی صحیح بخاری کی پیروی کی ہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں: ان میں سے جو ابوعبداللہ (امام بخاری) کے مقام تک نہیں پہنچ پایا اور استنباط معانی، فقہ الحدیث کی باریکیوں کے استخراج اور مروی حدیث سے تعلق پر دلالت کرنے والے تراجم ابواب کو نہ سمجھ سکا اس نے اعتراض کیا ہے۔ اللہ جسے چاہتا ہے خاص کر لیتا ہے۔ (هدی الساری، ص: ۱۱)

ابن ناصر الدین دمشقی نے التنقیح فی حدیث التسبیح (ص: ۱۴۱) میں کہا ہے: امام بخاری کے اس کتاب کے تراجم ابواب کے مقاصد اور ان کو اس انداز سے ترتیب دینے میں عجیب و غریب اسرار و رموز اور امور پائے جاتے ہیں۔ ان میں سوچ و بچار کرنے والے دنگ رہ جاتے ہیں۔

❶ ان کے حالات زندگی کے لیے دیکھئے: افادة النصیح فی التعریف بسند الجامع الصحیح، ص: ۲۵، ۲۹، ۳۶۔

❷ ان کے حالات زندگی کے لیے دیکھئے: سیر اعلام النبلاء: ۱۶/ ۳۱۳.

سے منقول ہونے کے تقدیم و تاخیر کے لحاظ سے اختلاف کا شکار ہے اور یہ اختلاف اس لیے مترشح ہوا کہ مذکورہ ائمہ کرام میں سے ہر ایک نے اپنی اپنی بساط کے مطابق اس معمہ کو حل کرنے کی کوشش کی تھی چنانچہ جس نے کوئی ایسی علامت یا کاغذ کا ٹکڑا حاصل کیا جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ اس کا کسی نہ کسی لحاظ سے اُس اصل سے تعلق ہے تو اُس امام نے اِس کو اُسی اصل سے منسوب کر دیا تھا۔ لہٰذا آپ دیکھتے ہیں کہ صحیح بخاری میں ایسے تراجم ابواب بھی موجود ہیں جو باہم متصل ہیں مگر اُن میں سرے سے احادیث کا ذکر تک نہیں ہے۔'' ❶

شیخ الاسلام ابن حجر رحمہ اللہ مذکورہ بالا نقطۂ نظر کے بارے میں رقمطراز ہیں:

''یہ اچھا قاعدہ ہے کہ جس کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے وہ اس لیے کہ جہاں ترجمۃ الباب اور حدیث میں باہم جمع وتطبیق میں مشکل لاحق ہوتی ہے۔ ایسے مقامات (صحیح بخاری میں) بہت کم ہیں۔'' ❷

[۲]...... امام بخاری رحمہ اللہ جب اپنی صحیح میں کوئی کتاب قائم کرتے ہیں تو اس کی ابتداء ایسی آیت سے کرتے ہیں جو اس کتاب سے کسی نہ کسی لحاظ سے مناسبت رکھتی ہو۔ جیسا کہ حسب ذیل مثال سے وضاحت ہو رہی ہے۔

"كتاب البيوع ، وقوله: ﴿وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا﴾ وقوله:

---

❶ التعديل والتجريح لمن خرج له البخاري في الجامع الصحيح لأبي الوليد الباجي: ۱/ ۳۱۰، ۳۱۱۔ ہمارے شیوخ کے شیخ عبدالحق ہاشمی نے یہ هدى الساری (ص: ۸) سے نقل کیا ہے، تاہم هدى الساری اور التعديل والتجريح میں کچھ فرق ہے مگر وہ اصل مفہوم سے باہر نہیں نکلے۔

❷ هدى الساری، ص: ۸۔ اس کے بعد حافظ ابن حجر نے اس کلام پر اضافہ کیا ہے، انھوں نے فرمایا: پھر مجھ پر یہ بات عیاں ہوئی کہ امام بخاری، اس کے ساتھ کہ جو وہ تراجم ابواب قائم کرتے ہیں کئی انداز سے ہے، اگر وہ کسی حدیث کو اس کے لیے مناسب پاتے ہیں اگرچہ مخفی انداز سے ہو اور ان کی شرط کے مطابق ہو تو وہ اسے ان الفاظ سے ذکر کر دیتے ہیں جو انھوں نے اپنی کتاب کے لیے مقرر کیے ہیں......

﴿إِلَّآ أَن تَكُونَ تِجَارَةً حَاضِرَةً تُدِيرُونَهَا بَيْنَكُمْ﴾“

٣...... امام بخاری رحمہ اللہ جب ترجمۃ الباب قائم کرتے ہیں تو اس میں سب سے پہلے قرآن کی کوئی آیت درج کرتے ہیں پھر کوئی مرفوع متصل حدیث نقل کرتے ہیں اور اس کے بعد کسی صحابی کا اثر یا تابعی کا فتویٰ درج کرتے ہیں۔

ایک مجتہد کے لیے یہ امر لازمی وضروری ہوتا ہے، اسی لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے اس اسلوب کا بہت زیادہ التزام کیا ہے، تاہم انھوں نے استدلال واستنباط کے طریقے کا تذکرہ نہیں کیا بلکہ اسے اپنے مابعد اہل علم وفضل کے تفکر وتدبر کے لیے چھوڑ دیا ہے۔

٤...... امام بخاری رحمہ اللہ جب تبویب (باب بندی) کا اہتمام کرتے ہیں تو اس میں کوئی آیت درج کرنے کے بعد معلق حدیث یا اثر کو نقل کرتے ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنے اس اسلوب کا بھی بہت زیادہ اہتمام کیا ہے وہ جب باب معلق حدیث نقل کرتے ہیں تو اُن کے پیش نظر یہ ہوتا ہے کہ یا تو انہیں ایسی حدیث ملی ہی نہیں جو اُن کی شرائط کے مطابق مسند ہو یا پھر انھوں نے اسی معلق حدیث کو صحیح بخاری کے کسی دوسرے مقام پر مسند نقل کیا ہوتا ہے تاکہ طلبہ کی مشق ہو سکے یا پھر طالب علم کو حدیث کی تتبع و تحقیق کی طرف راہنمائی کرنا مقصود ہوتا ہے۔ ❶

٥...... امام بخاری رحمہ اللہ آیت کے ساتھ ترجمۃ الباب قائم کر دیتے ہیں اور اسی پر اکتفا کر لیتے ہیں گویا کہ وہ اس بات کو اشارۃً بیان کرنا چاہتے ہیں کہ یہ ترجمۃ الباب ایک دعویٰ ہے اور اس دعوے کی دلیل اس کے ساتھ مذکور ہے مگر صحیح بخاری میں یہ اسلوب بہت ہی کم نظر آتا ہے۔ ❷

---

❶ دیکھیے: شرح تراجم ابواب صحیح البخاری از شاہ ولی اللہ دہلوی، ص: ٤۔

❷ شرح تراجم ابواب البخاری (ص: ٤) میں شاہ ولی اللہ دہلوی فرماتے ہیں: وہ اکثر کسی ظاہری معاملے میں ایسا ترجمۃ الباب قائم کرتے ہیں جو زیادہ مفید دکھائی نہیں دیتا مگر جب غور کرنے والا غور کر لیتا ہے تو زیادہ مفید معلوم ہوتا ہے۔ ان سے پہلے یہی بات ابن حجر نے هدی الساری (ص: ١٤) میں بھی کہی ہے۔

٦...... امام بخاری رحمہ اللہ جب ترجمۃ الباب قائم کرتے ہیں تو اس میں صرف مسند حدیث درج کرتے ہیں۔ صحیح بخاری میں یہ اسلوب بہت زیادہ مستعمل ہے اور محدثین میں سے اکثر مصنّفین کا یہی طریقہ ہے۔

٧...... امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب میں صرف اثر درج کرنے پر ہی اکتفاء کرتے ہیں۔ صحیح بخاری میں اس اسلوب کا استعمال نہایت قلیل ہے بلکہ اس اسلوب کے متعلق ایک رائے یہ بھی ہے کہ ترجمۃ الباب سے متعلقہ امام بخاری رحمہ اللہ کے پاس کوئی ایسی دلیل ہی نہیں جو اُن کی شرائط پر پورا اترتی یا پھر اُن کے پاس دلیل تو تھی مگر انھوں نے اپنی صحیح میں کسی دوسرے مقام پر نقل کر دیا تھا اور تمرین کروانا اُن کا مقصود ہوتا تھا اور ایک رائے یہ بھی ہے کہ وہ ترجمۃ الباب میں مرفوع حدیث نقل کرنے سے پہلے ہی اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے تھے۔ [1]

٨...... امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب تو قائم کرتے ہیں مگر اس میں کسی چیز کا تذکرہ نہیں کرتے (یعنی نہ آیت، نہ حدیث یا قول صحابی نہ فتویٰ تابعی) شارحینِ صحیح بخاری نے اس کی یہ توجیہ بیان کی ہے کہ یہ کاتبوں یا امام صاحب کا سہو یا پھر اسے اس پر محمول کیا جائے گا کہ اس کی تفسیر (وضاحت) کرنے کا امام صاحب کا ارادہ ہی نہ تھا۔ ایک رائے یہ بھی ہے کہ ''امام بخاری رحمہ اللہ نے اس اسلوب کی قلت و ندرت کی وجہ سے عمداً اسے اختیار کیا ہے وہ اس لیے کہ ترجمۃ الباب سے قبل یا بعد، قریب یا بعید اس پر دلیل نقل کی جا چکی ہوتی ہے صرف اور صرف اذہان کو اس دلیل کی طرف مائل کرنا یا راغب کرنا مقصود ہوتا ہے۔ واللہ تعالی اعلم

٩...... امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب کے بغیر ہی باب قائم کر دیتے ہیں۔ شارحین نے

---

[1] یہ آخری بات محل نظر ہے اور شاید مؤلف نے اس طرف توجہ نہیں کی۔ یہ اور اس طرح کی جو باتیں کہی جاتی ہیں ان کی تردید ھدی الساری (ص:١٤) میں موجود حافظ ابن حجر کا یہ قول کرتا ہے: ان دقیق مقاصد کو نہ سمجھنے کی وجہ جن لوگوں نے گہری نگاہ نہیں ڈالی ان کا خیال یہ ہے کہ امام بخاری نے مسودہ کو صاف کر کے نہیں لکھا، حقیقت یہ ہے کہ غور و فکر کرنے والا کامیابی سے ہمکنار ہوگا اور جو کوشش کرتا ہے (مقصد کو) پالیتا ہے۔

اس بارے میں بہت سارے احتمالات ظاہر کیے ہیں اور اُن کی آراء میں بہترین اور احسن رائے یہ ہے کہ یہ باب سابقہ باب کی ہی ایک فصل کی مانند ہوتا ہے [1] اور کبھی یہ کسی اعتراض کو دور کرنے کے لیے ہوتا ہے یا پھر سابقہ ابواب میں ذکر کردہ کسی حدیث کی طرف توجہ مبذول کے لیے ہوتا ہ اور کبھی یہ طالب علم کی رہنمائی کے لیے ہوتا ہے کہ وہ احکام کا استخراج کر سکے مگر اس شرط کے ساتھ کہ یہ سابقہ ابواب سے کوئی مناسبت سے رکھتا ہو۔

۱۰...... امام بخاری رحمہ اللہ کبھی ایسا باب بھی قائم کرتے ہیں جس کے الفاظ محدث کے اس قول "بهذا الإسناد" کے قائم مقام واقع ہوتے ہیں۔ اس مسئلہ میں ایک سند کے ساتھ دو احادیث مروی ہوتی ہیں۔

مثال: ......اس کی مثال "بدء الخلق" کے تحت باب "ذكر الملائكة" ہے اس میں امام بخاری رحمہ اللہ نے تیس احادیث نقل کی ہیں اور اس میں سیر حاصل بحث کی ہے اور طویل کلام کیا ہے۔ حتیٰ کہ امام صاحب نے "شعيب عن أبي الزناد عن الأعرج، عن أبي هريرة" کی روایت کے ساتھ "تعاقب الملائكة" والی حدیث نقل کی ہے پھر امام صاحب فرماتے ہیں: "باب إذا قال احدكم آمين......" (الحديث) پھر اُس حدیث کو نقل کرتے ہیں جس کا مضمون یہ ہے کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کوئی تصویر ہو، بعد ازاں اس حدیث کو درج کرتے ہیں جس میں آمین کہنے کا ذکر کافی دور جاکے آتا ہے۔ چنانچہ باب "إذا قال احدكم آمين" محدث کے قول "بهذا الإسناد" کے قائم مقام واقع ہے۔ [2]

---

[1] فتح الباري (٥/ ٢٠، ٩٤) میں حافظ ابن حجر حدیث نمبر ۲۳۳۶ اور ۲۴۳۹ کے بارے میں فرماتے ہیں: یہ اسی طرح ترجمۃ الباب کے بغیر ہے جیسے یہ اس سے پہلے باب کی فصل ہو اور فرماتے ہیں: یہ ایسے ہی ترجمۃ الباب کے بغیر ہے تو اس کی حیثیت باب کی ہے یا اس کی ایک فصل کی مانند ہے۔ دونوں حالتوں میں ان دونوں میں تطبیق کی ضرورت ہوتی ہے۔

[2] شرح تراجم ابواب البخاری از شاہ ولی اللہ دهلوی، ص: ۳.

''یعنی جہاں ''بھذا الإسناد'' آنا چاہیے تھا امام صاحب نے وہاں باب قائم کردیا ہے۔''

11 ...... امام بخاری رحمہ اللہ ایسا باب بھی قائم کرتے ہیں جس کے الفاظ مصنف کے الفاظ ''تنبیہ'' یا ''فائدۃ'' (نکتہ) یا ''قف'' (ٹھہریے) کے قائم مقام ہوتے ہیں اور مصنف کے یہ الفاظ بہت اہم فائدے پر دلالت کرتے ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ کا یہ اسلوب وہاں نظر آتا ہے جہاں ایک باب کے تحت بہت ساری احادیث کو جمع کردیا جاتا ہے اور اُن میں سے ہر حدیث ترجمۃ الباب پر دلالت کرتی ہے۔ پھر امام صاحب کو ایک ایسی حدیث کا علم ہوتا ہے جس میں ایک دوسرا فائدہ موجود ہوتا ہے یہ حدیث اُس حدیث کے علاوہ ہوتی ہے جس پر ترجمۃ الباب کو قائم کیا گیا ہوتا ہے تو امام صاحب زائد فائدے والی حدیث پر ''باب'' کی علامت کے ساتھ نشاندہی کردیتے ہیں حالانکہ اُن کی غرض و غایت یہ نہیں ہوتی کہ سابقہ باب ختم ہوگیا ہے اور نیا باب شروع ہوگیا ہے۔

مثال: ...... کتاب ''بدء الخلق'' میں ہے: ''باب قوله الله تعالى: ﴿وَبَثَّ فِيهَا مِن كُلِّ دَآبَّةٍ﴾ (البقرۃ: ۲/۱۶۴) پھر امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''باب خير مال المسلم غنم'' پھر اس سے متعلقہ حدیث نقل کرتے ہیں اس کے بعد ''الفخر والخيلاء في أهل الخيل'' والی حدیث درج کرتے ہیں پھر ایسی اشیاء کا ذکر کرتے ہیں جن میں غنم (بکریوں) کا تذکرہ نہیں ہوتا۔ گویا امام صاحب اس حدیث کو نقل کرکے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس میں غنم کی منقبت کے علاوہ بھی دوسرا فائدہ موجود ہے۔ [1]

12 ...... امام بخاری رحمہ اللہ اپنی صحیح میں ترجمۃ الباب کا اعادہ نہیں کرتے مگر اس وقت جب ترجمۃ الباب دو حصوں پر مشتمل ہو۔ جیسا کہ ''باب اداء الخمس من الإيمان'' ہے، اسے امام صاحب نے ''كتاب الإيمان'' میں درج کیا ہے اور پھر ''كتاب فرض

---

[1] حوالہ مذکور: ۲، ۳۔

الخمس" میں اس کا اعادہ کیا ہے۔ ❶

اسی طرح "باب شهادة المرضعة" ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اسے "كتاب الشهادات" اور "كتاب النكاح" دونوں میں نقل کیا ہے۔ ❷

اسی طرح کی کئی امثلہ صحیح بخاری میں موجود ہیں۔

۱۳...... امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب کو تب مکرر نقل کرتے ہیں جب کسی کلمے کی تفسیر میں اختلاف ہوتا ہے۔ جیسا کہ "باب لا هامة" ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب کو "كتاب الطب" میں دو جگہ نقل کیا ہے، وہ اس لیے کہ لفظ "هامة" کی تفسیر میں اختلاف موجود ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> "امام بخاری رحمہ اللہ کا یہ اسلوب اُن تمام ابواب کے لیے یکساں ہے جن میں تفسیری اختلاف موجود ہوتا ہے جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے "باب لا هامة" قائم کیا ہے اور سات ابواب کے بعد پھر "باب لا هامة" قائم کر دیا ہے اور یہ امام بخاری رحمہ اللہ کے نوادرات میں ہے کہ وہ ترجمۃ الباب کو ایک لفظ کے ساتھ دو مختلف مقامات پر دو مختلف حدیثوں کے لیے قائم کرتے ہیں۔"

ابن حجر رحمہ اللہ مزید کہتے ہیں:

> "میرے لیے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے "باب لا هامة" کو تکرار کے ساتھ نقل کر کے یہ اشارہ دیا ہے کہ "هامة" کی تفسیر میں اختلاف ہے۔" ❸

---

❶ كتاب الإيمان، باب اداء الخمس من الإيمان، عند الحديث ٥٣ وكتاب فرض الخمس، باب اداء الخمس من الدين، عند الحديث : ٣٠٩٥.

❷ كتاب الشهادات، باب شهادة المرضعة، عند الحديث : ٢٦٦٠ وكتاب النكاح، باب شهادة المرضعة، عند الحديث : ٣٠٩٥.

❸ فتح الباری، ١٠/ ٢١٥، ٢٤١.

⑭...... امام بخاری رحمہ اللہ باب میں درج مختلف روایات میں سے کسی ایک روایت کے لفظ کے ساتھ باب بندی کرتے ہیں، پھر حدیث کو بالفاظ دیگر نقل کرتے ہیں، وہ اس لیے کہ امام بخاری رحمہ اللہ طالب علم کو یہ ترغیب دینا چاہتے ہیں کہ وہ باب میں مذکور روایات کی تحقیق و تفتیش کے ساتھ ساتھ اس لفظ کا استخراج بھی کر لے جس کے ساتھ باب قائم کیا گیا ہے۔ (یہ سطر کتاب لب اللباب سے لی گئی ہے۔)

⑮...... امام بخاری رحمہ اللہ کسی حکم کے استدلال کے لیے دلیل کو حکم پر معطوف کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ انھوں نے حسب ذیل دو ابواب قائم کر کے اس طرف اشارہ کیا ہے:

❶ باب فضل الوضوء و الغرّ المحجلين

❷ باب رزق الحكام والعاملين عليها.

⑯...... امام بخاری رحمہ اللہ کبھی کبھی باب میں مذکور احادیث پر اعتماد کرتے ہوئے ترجمۃ الباب میں کچھ بھی نقل نہیں کرتے جیسا کہ ''کتاب الاعتصام'' میں صرف ''باب'' قائم ہے۔

⑰...... امام بخاری رحمہ اللہ ایسی حدیث کے لفظ کے ساتھ بھی ترجمۃ الباب نقل کر دیتے ہیں جو حدیث اُن کی شرائط پر پورا نہیں اترتی یا ایسے لفظ کے ساتھ بھی ترجمۃ الباب قائم کر دیتے ہیں جو مذکورہ حدیث کے معنی میں ہوتا ہے لیکن پھر امام بخاری رحمہ اللہ ہر دو صورت میں اسی باب میں بطور شاہد ایسی حدیث نقل کر دیتے ہیں جو ظاہری یا باطنی طور پر اُس مذکودہ حدیث کی غرض و غایت اور معنی و مفہوم کو پورا کر دیتی ہے جو امام صاحب کی شرط پر پورا نہیں اترتی۔

مثال:...... ''باب الأمراء من قريش'' یہ ایسی حدیث کے الفاظ ہیں جو امام صاحب کی شرط پر پورا نہیں اترتی۔ لیکن امام صاحب اس باب میں حدیث ''لا يزال والٍ من قريش'' نقل کرتے ہیں جو مذکورہ حدیث کے معنی و مفہوم کو پورا کر دیتی ہے۔ ❶

❶ هدى الساري، ص: ١٤.

18...... امام بخاری رحمہ اللہ اپنے سے پہلے کسی شخص کی رائے یا مذہب پر ترجمۃ الباب کر دیتے ہیں اور اس میں ایسی چیز نقل کرتے ہیں جو اس مذہب پر دلالت کرتی ہے۔

یعنی کسی جملہ میں اس مذہب پر دلالت وشہادت تو موجود ہوتی ہے مگر اس موقف کو قطعی طور پر ترجیح نہیں دی جاتی۔ ایسے مواقع پر امام بخاری رحمہ اللہ اس طرح کے الفاظ کہتے ہیں:

"باب من قال كذا"

اسی طرح کبھی امام صاحب بعض الناس کے مذہب کے ساتھ یا اس شخص کے مذہب کے ساتھ جس کی طرف بعض الناس کا میلان ہو یا ایسی حدیث کے ساتھ جو امام صاحب کے نزدیک پایۂ ثبوت تک نہیں پہنچتی، ترجمۃ الباب قائم کر دیتے ہیں۔ پھر اس کے بعد ایسی حدیث درج کرتے ہیں جس کے ساتھ وہ عمومی طور پر یا غیر عمومی طور پر مذکورہ مذہب یا غیر ثابت شدہ حدیث پر استدلال کرتے ہیں۔[1]

19...... امام بخاری رحمہ اللہ جب کسی چیز میں توقف سے کام لیتے ہیں تو اس پر مبہم سا ترجمۃ الباب قائم کر دیتے ہیں گویا وہ اجتہاد کی راہ پر گامزن ہونے کی ترغیب دیتے ہیں جیسا کہ وہ باب قائم کرتے ہیں: "باب يفعل كذا"[2]

20...... امام بخاری رحمہ اللہ استفہامیہ الفاظ کے ساتھ ترجمۃ الباب کثرت سے قائم کرتے ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ یہ اسلوب اس لیے اختیار کرتے ہیں تاکہ دو احتمالات میں سے کسی ایک احتمال کی طرف حتمی جھکاؤ پیدا نہ ہو اور اس سے امام بخاری رحمہ اللہ کی مراد یہ ہوتی ہے کہ کسی حکم کے ثبوت یا عدم ثبوت کی تفسیر ہو سکے، یا یہ کہ حکم میں ثبوت اور عدم ثبوت دونوں کا احتمال ہو سکتا ہے اور کبھی تو ایسا بھی ہوتا ہے دونوں احتمالات میں سے ایک احتمال بالکل واضح ہوتا ہے۔

---

1. هدى السارى، ص: ١٤۔ شرح تراجم ابواب البخارى للدهلوى، ص: ٢، ٣.
2. فتح البارى: ٣/ ٢٢٧.

بہرحال اس اسلوب کو اختیار کرنے میں امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض و غایت یہ ہے کہ غور وفکر کرنے والے کے لیے گنجائش باقی رہے اور ساتھ ساتھ یہ تنبیہ بھی کر دیتے ہیں کہ یہاں گنجائش اور تعارض کا احتمال باقی ہے۔

۲۱......امام بخاری رحمہ اللہ اتفاقی اور اختلافی دونوں قسم کے دلائل اپنی صحیح میں نقل کرتے ہیں۔

۲۲......امام بخاری رحمہ اللہ اختلافی مقامات پر بغیر کسی قوی دلیل کے ترجمۃ الباب میں حتمی حکم نہیں لگاتے۔

۲۳......امام بخاری رحمہ اللہ اختلاف کے مقام پر کسی صحابی یا تابعی سے جو بھی نقل کرتے ہیں وہ اُن کا ذاتی اختیار ہوتا ہے۔ ❶

۲۴......امام بخاری رحمہ اللہ ایسا ترجمۃ الباب بھی قائم کرتے ہیں جو ظاہری طور پر کم فائدے والا نظر آتا ہے مگر غور وفکر کرنے والا اس کی حقیقت سے روشناس ہوتا ہے تو وہ اس سے ضرور مستفید ہوتا ہے جیسا کہ وہ یہ باب قائم کرتے ہیں: ”باب قول الرجل ما صلینا“ امام صاحب نے یہ باب قائم کرکے دراصل اس شخص کا رد کیا ہے جو ”ما صلینا“ کہنے کو مکروہ سمجھتا ہے۔ ❷

امام بخاری رحمہ اللہ کی طرف سے اکثر گرفت اور تنقید امام ابوبکر بن ابی شیبہ رحمہ اللہ اور امام عبدالرزاق رحمہ اللہ کے ان تراجم ابواب پر ہوتی ہے جو انھوں نے اپنی اپنی ”مصنّف“ میں قائم کیے ہیں۔ جب مذکورہ دونوں میں شواہد الآثار روایت کیے جاتے ہیں تب یہ اسلوب اختیار کیا جاتا ہے بہرحال اس طرح کا اسلوب وہی شخص سمجھ سکتا ہے جو مذکورہ دونوں ائمہ کی تصنیفات (مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ، مصنف عبدالرزاق) پر مکمل مہارت رکھتا ہے اور ان کا بار بار مطالعہ کرتا ہے۔ ❸

---

❶ فتح الباری: ۱/ ٤٨٢، ۲/ ۳۸۲.

❷ هدی الساری، ص: ١٤.

❸ شرح تراجم ابواب البخاری للدهلوی، ص: ٤.

۲۵...... امام بخاری رحمہ اللہ بعض واقعات سے مختص معاملہ کے ساتھ بھی ترجمۃ الباب قائم کردیتے ہیں، بادی النظر میں وہ معاملہ پیش نہیں آیا ہوتا۔ امام بخاری رحمہ اللہ یہ اسلوب اس وقت اختیار کرتے ہیں جب کوئی معاملہ دو جہات پر مشتمل ہو؛ ایک جہت تو اس کے ترک کا جبکہ دوسری جہت اس کے عدم ترک کا تقاضا کرتی ہو۔ ❶

۲۶...... امام بخاری رحمہ اللہ تراجم ابواب میں کثرت سے اہل سیر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں کہ وہ طرقِ حدیث کے اشارہ کے ساتھ احوال و واقعات کی مختلف خصوصیات کو کیسے مستنبط کرتے ہیں۔ کبھی کبھار تو اس فن کی زیادہ مشق نہ ہونے کی بنا پر فقیہ بھی تعجب میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ جبکہ یہ ناقابل تردید حقیقت ہے کہ سیرت نگاروں نے اپنے فن میں مذکورہ خصوصیات کی معرفت کی بہت شد و مد سے پابندی کی ہے۔ ❷

۲۷...... امام بخاری رحمہ اللہ کتاب وسنت سے ایسے آداب کا بہت زیادہ استخراج کرتے جو عقل کے لیے قابل فہم ہوں، اسی طرح ایسی عادات و خصائل کا بھی کثرت سے ذکر کرتے ہیں جو نبی کریم ﷺ کے عہد میں مروّج تھیں۔

مذکورہ عادات و آداب کا حسنِ ادراک صرف اسی شخص کو ملتا ہے جس نے کتب آداب کو کھنگالا ہو اور ہر قوم کے آداب پر غور و فکر کیا ہو اور سنت سے ان کی دلیل تلاش کی ہو۔ ❸

۲۸...... امام بخاری رحمہ اللہ مطلوبہ مسئلے کے موافق حدیث کو نقل کرتے ہیں اور اس نوعیت کے حامل مسائل کی طرف طالب علم کی مکمل رہنمائی کی جاسکے۔

مثال: ...... امام بخاری رحمہ اللہ نے "باب ذكر الصواع" کو "باب ذكر الحنّاط" کے تحت درج کیا ہے۔ ❹

---

❶ هدى السارى، ص: ١٤ .

❷ شرح تراجم ابواب البخارى، ص: ٤ .

❸ مصدر سابق، ص: ٥ .

❹ حواله مذكور، ص: ٤ .

۲۹...... امام بخاری رحمہ اللہ ایسے مسئلے کے ساتھ بھی ترجمۃ الباب قائم کر دیتے ہیں جس میں احادیث باہم متعارض ومتخالف ہوتی ہیں (یعنی اُن میں باہم لفظی یا معنوی اختلاف پایا جاتا ہے) تو امام صاحب اُن احادیث کو اُن کے اختلاف کے ساتھ اس لیے درج کر دیتے ہیں تا کہ بعد میں آنے والے فقیہ کے لیے مذکورہ مسئلے کا حل بآسانی پیش کیا جا سکے۔

مثال: ......امام صاحب نے "باب خروج النساء الی البراز" میں دو مختلف احادیث جمع کی ہیں۔ ❶

۳۰...... امام بخاری رحمہ اللہ جب اُن کے ہاں دلائل میں باہمی تعارض آ جائے تو اُن کے پاس دلائل کے مابین تطبیق کی کوئی نہ کوئی وجہ ضرور ہوتی ہے جس کے ساتھ وہ مذکورہ دلائل میں سے ہر ایک دلیل کو اس کے محمول کرنے کی صحیح جگہ پر محمول کر دیتے ہیں، چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ تطبیق کے صحیح پہلو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس کے محمول کیے جانے کے صحیح مقام کے ساتھ ترجمۃ الباب قائم کر دیتے ہیں۔

مثال: ......"باب خوف المؤمن أن یحبط عمله وما یحذر من الإصرار علی التقاتل والعصیان" ❷

۳۱...... جب امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک دو مختلف احادیث کے مابین تعارض پیدا ہوتا ہے تو وہ دو ابواب قائم کر کے اُس تعارض کو رفع کر دیتے ہیں۔

مثال:......"باب لا نکاح إلا بولی" ❸ اور "باب لا نکاح إلا برضاها" ❹ دونوں ابواب ہیں جب "لا نکاح إلا بولی" اور "الأیم احق بنفسها" ❺ دونوں

---

❶ شرح تراجم ابواب البخاری للدهلوی، ص: ٤ .

❷ مصدر سابق، ص: ٤ .

❸ بخاری، کتاب النکاح، باب من قال لا نکاح الا بولی، اس کے بعد حدیث نمبر ۵۱۲۷ ہے۔

❹ بخاری، کتاب النکاح، باب لا ینکح الاب وغیره البکر والثیب الا برضاهما، اس کے بعد حدیث ۵۱۳۶ ہے۔

❺ مسلم ۲/ ۱۰۳۷، راوی ابن عباس ہیں۔

احادیث کے مابین تعارض پیدا ہوا تو امام بخاری رحمہ اللہ نے دو ابواب قائم کر کے اس تعارض کو دور کر دیا ہے اور یہ اشارہ کیا ہے کہ عورت کے لیے بغیر ولی کی اجازت کے نکاح جائز نہیں، اسی طرح ولی کے لیے عورت کا نکاح اس کی رضا مندی طلب کیے بغیر جائز نہیں ہے۔ دراصل حدیث "الأیم احق بنفسها" کو اس بات پر محمول کیا جائے گا کہ ولی کے لیے یہ واجب ہے وہ عورت سے اس کی رضا مندی طلب کرے، اگر وہ راضی ہو تو نکاح کروا دے، بصورت دیگر نہ کروائے۔

۳۲...... امام بخاری رحمہ اللہ کبھی کبھار باب میں ایسی حدیث بھی نقل کر دیتے ہیں جو حقیقت میں ترجمۃ الباب پر دلالت نہیں کرتی۔

لیکن اُن کے پاس اس حدیث کے مزید طرق موجود ہوتے ہیں جن میں سے بعض اشارۃً یا عموماً ترجمۃ الباب پر دلالت کر رہے ہوتے ہیں لہٰذا امام صاحب اصل حدیث نقل کرنے کے ساتھ ساتھ اس طرف اشارہ بھی کر دیتے ہیں یا پھر اُن کے پاس کوئی ایسی مبنی بر صحت اصل موجود ہوتی ہے جو مذکورہ حدیث کو تقویت فراہم کر دیتی ہے۔ بہرحال امام بخاری رحمہ اللہ کے اس اسلوب کو وہی محدثین پہچان پاتے ہیں جو احادیث کے طرق و الفاظ پر مطلع ہوتے ہیں۔

۳۳...... امام بخاری رحمہ اللہ کسی ایک مسئلے کے ساتھ ترجمۃ الباب قائم کر دیتے ہیں پھر وہ مسئلے کے اثبات کے لیے کسی صحابی سے ایسی مختصر حدیث نقل کرتے ہیں جو ان کی شرط پر پورا اترتی ہے لیکن اس حدیث میں مذکورہ مسئلے کا ذکر صراحت کے ساتھ نہیں ہوتا جس کے ساتھ ترجمۃ الباب قائم ہوا ہے، تاہم امام بخاری رحمہ اللہ کسی معین صحابی سے اس مختصر حدیث کو ذکر کر کے اُس صحابی سے مروی کسی دوسری حدیث کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں جس میں مذکورہ مسئلے کا ذکر صراحت کے ساتھ ہوتا ہے، اور یہ بات بھی نہایت ضروری ہے کہ اُس مختصر حدیث میں مسئلے کے اثبات کے لیے کوئی نہ کوئی اشارہ لازمی ہونا چاہیے اگرچہ وہ صراحت کے ساتھ نہ بھی ہو۔

مثال:...... "باب طول القیام فی صلاۃ اللیل" امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں سیّدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث نقل کی ہے:

((أن النبی ﷺ کان إذا قام للتهجّد من اللیل یشوص فاه بسواك.)) ❶

"بے شک نبی ﷺ جب رات کو نماز تہجد کے لیے کھڑے ہوتے (یعنی تیاری کرتے) تو مسواک سے اپنے منہ (دانتوں) کو خوب صاف کرتے تھے۔"

اب اس حدیث میں طولِ قیام کا کہیں بھی ذکر نہیں ہے جس پر ترجمۃ الباب قائم ہے۔ لیکن حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے ہی ایک اور لمبی حدیث مروی ہے جس میں یہ تذکرہ ہے۔

((أنه صلّی ﷺ فافتتح سورة البقرة حتی قرأ سورة النساء وآل عمران))

"بے شک آپ نماز پڑھتے تو سورۃ بقرہ سے ابتداء کرتے حتیٰ کہ سورۃ النساء اور سورۃ آل عمران بھی پڑھ جاتے تھے۔"

اس حدیث میں طولِ قیام کا ذکر موجود ہے۔ جبکہ مذکورہ مختصر حدیث میں طولِ قیام کی طرف اشارہ موجود تھا اور وہ اشارہ لفظ "قام" ہے اور قیام کے لیے نبی ﷺ کا مسواک کے ساتھ اہتمام کرنا بھی اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ لمبا قیام کرتے تھے۔

۳۳...... امام بخاری رحمہ اللہ عمومِ اضافت کے ساتھ احکام مستنبط کرتے ہیں۔

مثال:...... "باب إذا فاته العید یصلی رکعتین وکذلك النساء ومن کان فی البیوت والقریٰ."

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں ایک حدیث یہ درج کی ہے: "هذا عیدنا أهل الإسلام" ❷ "یہ ہم اہل اسلام کی عید ہے۔" اور ایک روایت میں ہے: "فإنها أیام

---

❶ بخاری، کتاب التهجد، باب طول القیام فی صلاة اللیل، ح: ١١٣٦.

❷ حافظ ابن حجر فتح الباری (۲/۴۷۵) میں فرماتے ہیں: میں سمجھتا ہوں کہ یہ حدیث اس طرح نہیں ⇦

عید“ ❶ ”یقیناً یہ عید کے دن ہیں۔“

نبی ﷺ نے اپنے پہلے فرمان میں عید کی اہل اسلام کی طرف اضافت کی ہے چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ کے اس اضافت کے عموم سے استنباط کرتے ہوئے عورتوں، بستی والوں اور گھروں میں موجود معذور افراد کو بھی اس عموم میں شامل کیا ہے۔ چنانچہ امام صاحب نے عورتوں، بستی والوں اور گھروں میں موجود معذور و مریض افراد سب کے لیے عید کی مشروعیت کو ثابت کیا ہے۔ ❷

۳۵......امام بخاری رحمہ اللہ عمومِ الفاظ کے ساتھ کسی معاملے کے جواز پر استدلال کرتے ہیں۔

مثال:......"باب بیع المدبر" امام بخاری رحمہ اللہ اس باب میں دو احادیث درج کرتے ہیں ایک حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے اور دوسری حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے دونوں صحابیوں نے اللہ کے رسول ﷺ سے سنا جب آپ ﷺ سے ایسی لونڈی کے معاملے میں دریافت کیا گیا جو زنا کا ارتکاب کرتی ہے اور پاکیزگی اختیار نہیں کرتی تو امام صاحب حدیث کے یہ الفاظ درج کرتے ہیں:

"ثم إن زنت فلیجلدھا الحدّ ثم بیعوھا بعد الثالثة والرابعة" ❸

”پھر اگر وہ زنا کا ارتکاب کرے تو اس پر حد قائم کرے، بعد ازاں اگر وہ تیسری اور چوتھی بار بھی یہی حرکت کرے تو اسے فروخت کر ڈالو۔“

⇦⇦ ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث کے شروع میں دو گانے والیوں کا واقعہ ہے۔ یہ روایت درج ذیل الفاظ کے ساتھ پہلے گزر چکی ہے۔ "ان لکل قوم عیدا وھذا عیدنا" (ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور یہ ہماری عید ہے) اس کا باقی حصہ عتبہ بن عامر سے مرفوع مروی ہے: "ایام منی عیدنا اھل الاسلام" (منیٰ کے دن ہم اہل اسلام کی عید ہے) حافظ ابن حجر نے اس حدیث کو تغلیق التعلیق (۱/ ۳۸۵) میں صحیح کہا ہے۔ یہ سنن ابی ابوداؤد (۲۴۱۹) میں ہے۔

❶ بخاري، رقم: ۹۸۷.

❷ فتح الباري ۲/ ٤٧٥.

❸ رقم: ۲۲۳٤.

یہاں امام بخاری رحمہ اللہ نے "أَمَةٌ" کے عمومِ لفظ سے مدبر غلام ❶ کی خرید وفروخت کے جواز پر استدلال کیا ہے کیونکہ یہ لفظ مدبرہ لونڈی اور دیگر لونڈیوں سب کو محیط ہے۔ ❷

۳۶...... امام بخاری رحمہ اللہ حدیث الباب سے مسئلے کو ثابت کرنے کے ساتھ ساتھ ایک ایسا مقدمہ شامل کر دیتے ہیں جو باب سے تو خارج ہوتا ہے مگر مجتہدین کے نزدیک تسلیم شدہ ہوتا ہے۔

مثال: ......"باب ما يستخرج من البحر" امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں اس بات کو ثابت کیا ہے کہ جو چیز سمندر سے نکلتی ہے اس پر زکوٰۃ کا پانچواں حصہ نہیں ہوگا؟ علاوہ ازیں اس باب میں امام بخاری رحمہ اللہ نے صحابہ اور تابعین کے آثار بھی قلمبند کیے ہیں۔ بعد ازاں اس باب میں "قصة المستسلف" یعنی قرض مانگنے والے کے قصے سے متعلقہ سیّدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی درج کی ہے جس میں ہے کہ "قرض خواہ نے سمندر سے لکڑی کو جلانے کی غرض سے پکڑا اور گھر لے آیا مگر جب اسے چیرا تو اس میں اشرفیاں تھیں۔" ❸

مذکورہ حدیث کا ظاہر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جو چیز سمندر سے نکالی جاتی ہے اس پر خمس (پانچواں حصہ) نہیں ہوگا لیکن جب اس کے ساتھ یہ مقدمہ شامل کیا جائے گا تو صحیح ہوگا، حالانکہ وہ مقدمہ خارج از باب ہوتا ہے۔

ہم سے پہلے کی شریعت بھی ہمارے لیے شریعت کا درجہ رکھتی ہے جب تک ہمارے شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کی مشروعیت کا انکار نہ کر دیں۔ ❹

۳۷...... امام بخاری رحمہ اللہ کبھی کبھار باب میں درج شدہ متعدد احادیث سے ترجمۃ

---

❶ مدبر اس غلام کو کہتے ہیں جس کی آزادی کو آقا کی موت سے معلق کر دیا جائے یعنی مالک اپنے غلام سے یہ کہے کہ میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہے۔ (ش ح)

❷ فتح الباری: ٤/ ٤٢٣.

❸ رقم الحدیث: ١٤٩٨.

❹ فتح الباری، ٣/ ٣٦٣.

الباب کے حکم کو مستنبط کرتے ہیں۔

مثال: ......"باب هل على من لم يشهد الجمعة غسل من النساء والصبيان وغيرهم؟" امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ اثر درج کیا ہے: "إنما الغسل على من تجب عليه الجمعة" یعنی جس پر جمعہ واجب ہے اس پر غسل جمعہ واجب ہوتا ہے اور پھر اس باب کے اواخر میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو نقل کرتے ہیں: "لا تمنعوا اماء الله مساجد الله" ❶

''اللہ کی باندیوں (عورتوں) کو اللہ کے گھروں (مساجد) میں جانے سے مت روکو۔''

یہ حدیث ظاہری طور پر اُس مسئلہ سے متعلق نہیں ہے جس پر ترجمۃ الباب قائم کیا گیا ہے مگر جب حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو اس سے ماقبل حدیث یعنی "ائذنوا للنساء بالليل إلى المساجد" ''رات کے وقت عورتوں کو مساجد کی طرف جانے کی اجازت دے دیا کرو'' سے جمع کیا جائے گا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی حدیث کا مطلق حکم اس سے ماقبل کی حدیث کے مقید حکم پر محمول کیا جائے گا یعنی نہی کو اس طرف پھیرا جائے گا کہ عورتوں کو دن کے وقت اجازت نہیں ہوگی۔ لہٰذا امام بخاری رحمہ اللہ نے اس سے یہ بات ثابت کی ہے کہ عورتوں پر جمعہ فرض نہیں ہے ❷ چنانچہ جب اس حکم کو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے مذکورہ اثر سے جمع کریں گے تو یہ مسئلہ مترشح ہوگا کہ عورتوں پر غسلِ جمعہ بھی فرض و واجب نہیں ہے۔

دوسری مثال: ......"باب الصدقة قبل العيد" امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب کے تحت سیّدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث درج کی ہے:

---

❶ رقم: ۹۰۰.

❷ عورتوں پر اگرچہ جمعہ فرض نہیں تاہم اگر وہ خطبہ جمعہ سے مستفید ہوں اور نماز جمعہ ادا کریں تو ان کے لیے باعث خیر و برکت ہے۔ جیسا کہ صحابیات رضی اللہ عنہن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں جمعہ ادا کرتی تھیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مستورات کا دن کے وقت میں بھی نماز میں جانا جائز ہے۔ (ش ح)

"کنا نخرج صدقة الفطر فی عهد النبی ﷺ یوم الفطر صاعا من طعام." ❶

''ہم نبی ﷺ کے عہد میں عید الفطر والے دن کھانے کا ایک صاع بطور صدقۂ فطر ادا کرتے تھے۔''

یہ حدیث ظاہری طور پر ترجمۃ الباب سے کوئی مناسبت نہیں رکھتی مگر جب اس حدیث کو اس سے پہلے والی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی اس حدیث سے ملائیں گے کہ ''نبی ﷺ نے نمازِ عید سے جانے سے پہلے زکاۃِ فطر ادا کرنے کا حکم دیا ہے'' تو اس کا باب کے ساتھ تعلق واضح ہو جائے گا۔ وہ اس لیے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ظاہری طور پر اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ صدقۂ فطر کو نماز عید سے قبل ادا کر دیا جائے اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے حکم کی مخالفت نہیں کرتے تو معلوم ہوا کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ان الفاظ "کنا نخرج صدقة" کا معنی و مفہوم یہ ہوگا کہ ہم عید سے قبل صدقہ ادا کر دیا کرتے تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ باب قائم کر کے ایک اصولی مسئلے کی طرف اشارہ کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ مطلق کو مقید پر محمول کیا جا سکتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا تعلق ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے الفاظ یوم الفطر سے ہے، کیونکہ اہل لغت کے نزدیک درحقیقت فطر سے مراد ابتداء ہے، اسی کی نشاندہی علامہ عینی رحمہ اللہ نے کی ہے۔ ❷

۳۸...... امام بخاری رحمہ اللہ دلالۃ النص، عبارۃ النص، اشارۃ النص، اقتضاء النص اور عموم النص جیسی اصولی اصطلاحات سے بھی مسائل کا استنباط کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں کبھی کبھار ایک نظیر کو دوسری نظیر پر محمول کر کے بھی مسائل مستنبط کرتے ہیں جیسے قیاس علت اور قیاس

---

❶ رقم: ۱۵۱۰.

❷ عمدة القاری ۷/ ۳۷۵.

دلالت ہیں مگر امام بخاری رحمہ اللہ نہ تو قیاس الطرد، قیاس الشبہ اور استحسان کے قائل ہیں اور نہ ان اصطلاحات سے مسائل کا استنباط ہی کرتے ہیں۔

دلالۃ النص کی مثال:...... "باب الاستماع فی الخطبۃ" امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں اس بات کا تذکرہ کیا ہے کہ جمعہ والے دن مساجد کے دروازوں پر فرشتے کھڑے ہوتے ہیں اور وہ مسجدوں میں داخل ہونے والوں کے نام لکھتے ہیں۔ اس بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث درج کرتے ہیں جس میں یہ الفاظ بھی ہیں: "فإذا خرج الإمام طووا الصحف ویستمعون الذکر" "جب امام (خطیب) منبر پر بیٹھ جاتا ہے تو وہ اپنے صحائف کو لپیٹ دیتے ہیں (یعنی نام لکھنا بند کر دیتے ہیں) اور ذکر الٰہی کو غور سے سنتے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ اس حدیث کو نقل کر کے اس بات کا ثبوت فراہم کرتے ہیں کہ جب فرشتے ذکر الٰہی کو سنتے ہیں تو خطبہ جمعہ بالاولیٰ سنتے ہوں گے۔

قیاس العلۃ کی مثال: ...... "باب فضل صلاۃ الفجر فی جماعۃ" امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں اس حدیث کا تذکرہ کیا ہے کہ جو شخص نماز کا انتظار کرتا ہے حتیٰ کہ اس کو ادا کر لیتا ہے وہ اُس شخص سے زیادہ فضیلت والا ہے جو نماز عشاء ادا کر کے سویا رہتا ہے۔ [1]

یہ حدیث نمازِ عشاء کو جماعت کے ساتھ ادا کرنے پر تو واضح طور پر دلالت کرتی ہے مگر نمازِ فجر کو جماعت کے ساتھ ادا کرنے کی فضیلت کا استنباط امام بخاری نے قیاسِ علت کے ذریعے کیا ہے وہ اس طرح کہ جب حدیث سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ نماز عشاء کو جماعت کے ساتھ ادا کرنے کے لیے انتظار ایک مشقت طلب امر ہے تو اس سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ نماز فجر کو جماعت کے ساتھ ادا کرنے کے لیے زیادہ مشقت اٹھانی پڑتی ہے لہٰذا اس کا

---

[1] بخاری: ٦٥١.

اجر بھی زیادہ وافر مقدار میں ہوگا۔

۳۹...... امام بخاری رحمہ اللہ مطلقات (مطلق دلائل) سے اُسی طرح تمسک کرتے ہیں جس طرح دیگر مجتہدین عمومات (عمومی دلائل) سے تمسک کرتے ہیں۔ ❶

۴۰...... امام بخاری رحمہ اللہ آیات کو کسی حدیث کے شواہد و متابعات اور اسی طرح احادیث کو کسی آیت کے شواہد و متابعات کے طور پر بہت زیادہ نقل کرتے ہیں۔ امام صاحب کا یہ اسلوب کسی فقیہ کے اس قول کے موافق نظر آتا ہے کہ ''اس عام سے خصوص مراد ہے اور اس خاص سے عموم مراد ہے اور اس طرح کے دیگر امور۔'' ❷

یہ اسلوب امام صاحب کے تراجم کے حوالے سے مشکل ترین اسالیب میں سے ہے اور اس کا ادراک وہی شخص کرسکتا ہے جو بھرپور فہم و فراست اور مکمل دلجمعی کا حامل ہوتا ہے۔ قلوب واذہان کو صیقل کرنے کے لیے امام صاحب یہی اسلوب اپناتے ہیں۔ ایسا اس موقع پر کرتے ہیں جہاں وہ حدیثِ مفسر کی وضاحت کرتے ہیں پہلے یا بعد میں، وہ اس کی طرف اشارہ کردیتے ہیں۔

۴۱...... امام بخاری رحمہ اللہ ایسے لفظ کے ساتھ بھی ترجمۃ الباب قائم کردیتے ہیں جس میں ایک سے زیادہ معانی کا احتمال ہوتا ہے، پھر امام صاحب اس بات میں حدیث کی دلیل کرکے دو احتمالات میں سے ایک کا تعین کردیتے ہیں اور یہ کبھی یہ صورت حال ہوتی ہے کہ حدیث میں اجمال ہوتا ہے تو امام صاحب ترجمۃ الباب میں اس حدیث کے اجمال کی تعیین کردیتے ہیں، گویا امام بخاری رحمہ اللہ یہ اسلوب اپنا کر اس بات کو واضح کرنا چاہتے ہیں کہ ترجمۃ الباب حدیث کی تفسیر ہے۔

۴۲...... امام بخاری رحمہ اللہ بغرض استدلال حدیث کے الفاظ سے ترجمۃ الباب قائم

❶ اس منہج پر حافظ ابن حجر نے فتح الباری (۳۱۳/۳) میں دلائل پیش کیے ہیں۔

❷ شرح تراجم ابواب البخاری للدھلوی، ص: ۵۔

کر دیتے ہیں اور بسا اوقات ترجمۃ الباب کو حدیث کی شرح کے طور پر نقل کرتے ہیں تاکہ ساتھ ساتھ حدیث میں موجود اجمال کی بھی وضاحت ہو سکے۔ مثال کے طور پر اگر کسی حدیث میں اطلاق ہو (یعنی وہ مطلق ہو) اور دیگر احادیث سے اس کی تقیید کا ثبوت مل رہا ہو تو امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب کو مقید نقل کریں گے۔ حدیث سے اس پر استدلال نہیں کریں گے بلکہ مقصد یہ ہوتا ہے کہ اس بات کی وضاحت کی جائے کہ مجمل حدیث درحقیقت مقید ہے تو اس طرح ترجمۃ الباب حدیث الباب کی شرح بن جاتا ہے۔

۴۳...... امام بخاری رحمہ اللہ ترجمۃ الباب کے بعد اکثر طور پر ایسے آثار کا ذکر بھی کر دیتے ہیں جن کا باب سے معمولی نوعیت کا تعلق ہوتا ہے۔ اکثر شارحین ان آثار کو ترجمۃ الباب میں مذکور کسی خاص مقصد کے دلائل کے طور پر متصور کر لیتے ہیں پھر ان کے ذریعے سے ترجمۃ الباب پر صحتِ استدلال کی خاطر تکلّفات سے کام لیتے ہیں اور اگر اسی اثناء میں وہ شارحین استدلال کے انداز کو سمجھنے سے عاجز آ جائیں تو اس کو امام بخاری پر بطور اعتراض پیش کر دیتے ہیں حالانکہ حقیقت میں خود اُن پر یہ اعتراض پیش ہوتا ہے کہ وہ امام بخاری رحمہ اللہ کی غرض و غایت کو سمجھ ہی نہ سکے اور بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ شارحین ترجمۃ الباب کی گہرائی میں جائے بغیر اُس کے ظاہری معنی ومفہوم پر ہی اکتفاء کر لیتے ہیں اور اگر حدیث ترجمۃ الباب کے موافق نہیں ہوتی تو وہ اس چیز کو بھی امام بخاری رحمہ اللہ پر بطور اعتراض پیش کر دیتے ہیں جب کہ حقیقت اس کے برعکس ہوتی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ جس حدیث کو بھی نقل کرتے ہیں وہ قطعی طور پر ترجمۃ الباب سے موافقت رکھتی ہے اور بسا اوقات یہ بھی مشکل پیش آتی ہے کہ شارحین ترجمۃ الباب کے معنی ومقصود کو سمجھ نہیں پاتے لیکن جب حدیث کی گہری تطبیق کی جاتی ہے تو وہی معنی ومقصود ممکن الحصول ہو جاتا ہے، چنانچہ شارحین کی نظروں سے جب اکثر معانی ومفاہیم اوجھل ہوتے ہیں تو وہ اس کو بنیاد بنا کر امام بخاری رحمہ اللہ پر اعتراض کرنا شروع کر دیتے

ہیں۔ یہ السندی رحمہ اللہ کا کلام ہے۔ ❶

۴۴...... امام بخاری رحمہ اللہ اکثر طور پر عبارت کو بعینہٖ ویسے ہی نقل کر دیتے ہیں جیسے انھوں نے سماعت کی ہوتی ہے تاکہ مطلوبہ دلالت کے مقام و موضع کا احاطہ ہو سکے حالانکہ باقی عبارت کا کوئی خاص مقصد نہیں ہوتا۔ یہی اسلوب امام مالک بن انس سے بھی منقول ہے۔

۴۵...... جب حدیث میں قرآن کریم کے الفاظ میں سے کوئی لفظ آجاتا ہے تو امام بخاری رحمہ اللہ افادۂ عام کے لیے اس کی تفسیر کر دیتے ہیں اور اس اسلوب پر وہ بہت ہی حریص نظر آتے ہیں۔ ❷

۴۶...... امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی جامع صحیح میں ہر فن کے بارے میں ائمہ فن سے معلومات اخذ کی ہیں غریب الفاظ کی لغوی تفسیر کے بارے میں ابوعبیدہ، نضر بن شمیل اور فراء جیسے آئمہ لغت سے اخذ کیا ہے۔ قرآن کی تفسیر کے متعلق عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، مجاہد اور دیگر صحابہ و تابعین سے اخذ کیا ہے، فقہی مباحث کے بارے میں غالب طور پر امام شافعی، ابوعبید اور امام حمیدی سے نقل کیا ہے۔ علمِ کلام سے متعلقہ مسائل کے بارے میں اکثر طور پر امام کرابیسی اور ابن کُلَّاب سے اخذ کیا ہے اور سیر و مغازی کے متعلقہ معلومات میں موسیٰ بن عقبہ اور محمد بن اسحاق پر اعتماد کیا ہے۔

۴۷...... امام بخاری رحمہ اللہ اپنی جامع صحیح کی کتب میں ہر کتاب کے خاتمے پر اختتامی کلمات کا لحاظ اور رعایت رکھتے ہیں یعنی ایسی روایت نقل کرتے ہیں جو اختتام پر دلالت کرتی ہو جیسا کہ انھوں نے شروعِ کتاب میں افتتاحی کلمات کی رعایت رکھی ہے اس کی مثال

---

❶ یہ امام ابوالحسن نورالدین محمد بن عبدالہادی السندی ہیں۔ یہ حاشیہ صحیح البخاری: ۱/ ۵ پر ہے۔

❷ فتح الباری: ۳/ ۱۹۶، ۴۲۴، ۳۴۳، ۶/ ۳۶۶، ۸/ ۶۴.

"بدء الوحی" ہے۔ ❶

۴۸...... امام بخاری رحمہ اللہ اپنی جامع صحیح کی ہر کتاب کو قائم کرتے ہوئے اس بات کا لحاظ ضرور رکھتے ہیں کہ اس کا اپنی ماقبل کتاب سے کوئی نہ کوئی مناسبت ضرور ہو۔ اسی طرح ہر باب قائم کرتے ہوئے بھی وہ اس بات کا لحاظ ضرور رکھتے ہیں کہ اس کا بھی اپنے ماقبل باب سے کوئی نہ کوئی تعلق ونسبت ضرور ہوتی ہے اور اس اسلوب کی معرفت صحیح بخاری میں مکمل غور و فکر اور اس کے بھرپور باریک بینی سے مطالعے کے بعد حاصل ہوتی ہے۔

❶ فتح الباری ۱۳/ ۵٤۲، المتواری علی تراجم ابواب البخاری، التنقیح فی حدیث التسبیح لابن ناصر الدین الدمشقی، ص: ۱۳۵.

صحیح بخاری میں کتب اور ابواب کی ترتیب مناسبت

حافظ ابن حجر عسقلانی نے "فتح الباری" کے مقدمہ "ھدی الساری" میں ایک ایسی فصل قائم کی ہے جس میں انھوں نے اپنے استاد شیخ الاسلام ❶ بُلقینی رحمہ اللہ کے اُس کلام کو اختصار و تلخیص کے ساتھ نقل کیا ہے جو انھوں نے صحیح بخاری کی کتب اور ابواب کی ترتیب مناسبت کے متعلق فرمائی ہے۔ ❷ اس کی ترتیب کی مطابقت و مناسبت کے بارے میں امام

---

❶ سراج الدین بلقینی حافظ ابن حجر کی بہت ہی پیاری شخصیت اور اُن کے مقدم استاد ہیں۔ وہ ان کے بارے میں المجمع المؤسس للمعجم المفهرس (۲/ ۲۹٤) میں لکھتے ہیں: عمر بن ارسلان بلقینی نے قاہرہ میں سکونت اختیار کی، وہ شیخ الاسلام، عظیم شخصیت، انسانیت کے مفتی اور دین کے چراغ ہیں۔ پھر انھوں نے ان کی مغربی مصر کی ایک بستی بلقین سے آمد، حصولِ علم، سرعتِ فہم اور ذہانت کا تذکرہ کیا ہے۔ ان کے علم، تدریس اور قضاء و افتاء کے متعلق کچھ گفتگو کرنے کے بعد انھوں نے کہا: وہ فقہی ابواب کی مناسب کو ایک کتابچے کے انداز سے مرتب کرتے، وہ انہیں ملاحظات اور شواہد کے ساتھ سامع کی ضرورت کے مطابق مزین کرتے، وہ اپنے موقف کی تمام فروع کو پیش کر دیتے۔ حافظ ابن حجر نے یہ بھی کہا ہے کہ انھوں نے صحیح بخاری کی شرح کا آغاز کرتے ہوئے دو جلدیں تحریر کیں، وہ کتاب الایمان میں پہنچے تھے، انھوں نے اس میں بہت طوالت اختیار کی، اگر انہیں اس کی تکمیل نصیب ہو جاتی تو اس شرح کی دو سو جلدیں بن جاتیں۔ ان میں قوتِ حفظ اور ذہانت اس قدر زیادہ تھی کہ کسی میں دیکھی نہیں گئی۔ میں ایک عرصہ تک شیخ سے منسلک رہا ہوں اور ان پر حدیث کے کئی اجزاء پڑھے ہیں اور بہت سی اشیاء کی سماعت کی ہے۔ میں ان کے فقہی دروس میں بھی حاضر ہوا ہوں۔ حافظ ابن حجر نے لکھا ہے کہ ان کی وفات ۸۰۵ھ کو ہوئی تھی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

❷ پیچھے اس کا اشارہ کیا ہے کہ بلقینی نے صحیح بخاری پر ایک شرح لکھی جو وہ مکمل نہ کر سکے، اسی طرح حافظ ابن حجر کا یہ بیان بھی ذکر ہو چکا ہے کہ امام بلقینی مناسبات کے فن کا بہت لحاظ رکھتے۔ ابن حجر نے المجمع ⇦⇦

بلقینی کے نظم پر میں نے غور وفکر کیا۔ میں چاہتا ہوں کہ اس تعلیق میں یہ سب کچھ بیان کردوں تاکہ اس صحیح بخاری کے مطالعہ کا ارادہ رکھنے والا شخص اس سے مستفید ہو سکے لہٰذا میں اس کا تذکرہ کرتا ہوں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ امام بلقینی رحمہ اللہ نے کہا ہے:

''امام بخاری نے اپنی جامع کا آغاز "کیف بدء الوحی" کے الفاظ سے کیا ہے اور کتاب بدء الوحی کے الفاظ سے گریز کیا ہے کیونکہ "بدء الوحی" اس حصے کا ایک جز ہے جس پر وحی مشتمل ہے۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا ہے:

''میرے لیے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ امام بخاری نے "بدء الوحی" کو ایک باب کی حیثیت سے ظاہر کیا ہے کیونکہ اس کے بعد جتنے بھی ابواب مرقوم ہیں وہ سب اسی سے منقسم ہوئے ہیں اور یہ کسی سے بھی منقسم نہیں ہوا۔ لہٰذا اس اعتبار سے یہ "أم الأبواب" کی حیثیت رکھتا ہے۔''

امام بلقینی رحمہ اللہ نے مزید فرمایا ہے:

''امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب کو اس لیے سرفہرست رکھا ہے کیونکہ یہ تمام خیرات کا سرچشمہ ہے۔ شرائع کا قیام، پیغامات کی آمد، ایمان اور علوم کی معرفت اسی کی بدولت ممکن ہوئی ہے، پہلی چیز جو نبی ﷺ کی طرف بھیجی گئی وہ وحی ہے جو ایمان کا تقاضا ہے یعنی قراءت، ربوبیت اور تخلیق انسان کا ہونا ایمان کے

⇦ المؤسس (۲/۳۰۸) میں ان کے حالات زندگی کے آخر میں فقہی مطابقت کا ذکر کیا ہے۔ انھوں نے فرمایا: فقہی ابواب کو جس ترتیب سے شیخ نے بیان کیا ہے ان میں مطابقت پائی جاتی ہے۔ ہم نے ان ابواب کو ان سے کئی بار سنا ہے، افادۂ عام کے لیے میں نے یہاں ان کا خلاصہ بیان کر دیا ہے۔ پھر ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے ان ابواب کا تذکرہ کیا ہے وہ صحیح بخاری کی ترتیب میں مطابقت کے بارے میں جو انھوں نے ذکر کیا ہے وہ اس کا ایک نمونہ ہیں۔

لیے ضروری ہے۔اس لیے اس کے بعد امام بخاری نے کتاب الایمان اور کتاب العلم کو درج کیا ہے چونکہ ایمان علوم میں سے افضل ترین علم ہے لٰہذا امام صاحب نے اس کے بعد "کتاب العلم "کو نقل کیا ہے۔حصولِ علم کے بعد اس پر عمل ہوتا ہے۔ بدنی اعمال میں سے افضل ترین عمل نماز ہے اور نماز کا قیام، طہارت کے بغیر ناممکن ہے چنانچہ امام صاحب نے "کتاب الطھارۃ" کا عنوان قائم کیا ہے جس میں انھوں نے طہارت کی انواع و اجناس کے ساتھ ساتھ مردوں اور عورتوں کے مشترکہ مسائل طہارت اور عورتوں کے مخصوص مسائل طہارت کا ذکر کیا ہے، اسی طرح جو شخص پانی اور مٹی نہیں پا سکتا تو وہ کیا کرے؟ وغیرہ مسائل بھی اس میں موجود ہیں۔

اس کے بعد "کتاب الصلوٰۃ" کو قائم کیا ہے اور اس میں نماز کی اقسام وانواع کو بیان کیا ہے۔

اس کے بعد امام صاحب نے "کتاب الزکاۃ" کو اس ترتیب پر قائم کیا ہے جو اس حدیث میں موجود ہے "بنی الإسلام علی خمس"

"کتاب الصوم" اور "کتاب الحج" کے بارے میں نسخوں میں اختلاف ہے کہ ان دونوں میں سے پہلی کون سی ہے لٰہذا نسخوں کے اختلاف کی وجہ سے احادیث کی روایت میں بھی اختلاف موجود ہے۔

کتاب الحج کی بجائے امام صاحب نے "کتاب المناسك" قائم کی ہے تا کہ اس میں حج اور عمرہ اور ان دونوں کے مسائل کا احاطہ ہو سکے۔ اکثر یہ ہوتا ہے کہ جو شخص زیارت بیت اللہ کی سعادت حاصل کرنے جاتا ہے وہ مدینہ منورہ کے سفر کو بھی مدنظر رکھتا ہے اس لیے امام صاحب نے زیارتِ نبی ﷺ اور حرمِ مدینہ سے متعلقہ معلومات کو بھی ذکر کیا ہے۔"

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''میرے لیے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ انھوں نے زکوۃ کے بعد حج کی کتاب کو قائم کیا ہے وہ اس لیے کہ اعمال کبھی صرف بدنی ہوتے ہیں، کبھی محض مالی ہوتے ہیں اور کبھی بدنی اور مالی دونوں قسم کے ہوتے ہیں چنانچہ اسی ترتیب سے امام صاحب نے اپنی جامع میں پہلے کتاب الصلوٰۃ، پھر کتاب الزکوٰۃ اور پھر کتاب الحج کو مرتب کیا ہے، اس پر مستزاد یہ کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں صیام کو پانچویں رکنِ اسلام سے تعبیر کیا گیا ہے۔

اس حدیث میں ''صوم رمضان'' کو ''حجِ بیت اللہ'' کے بعد ذکر کیا گیا ہے اور اس کو مؤخر اس لیے رکھا گیا ہے کہ روزے کے معنی ''تروک'' ہیں یعنی اشیاء خوردونوش کو صبح سے لے کر شام تک چھوڑے رکھنا ہے، ترک کرنا اگرچہ ایک عمل ہے مگر یہ جسد و بدن کے بجائے نفسانی عمل ہے، اسی وجہ سے اس کو مؤخر ذکر کیا گیا ہے۔ اگر امام بخاری رحمہ اللہ اُس ترتیب کو ملحوظ خاطر رکھتے جو ابن عمر سے مروی ایک دوسری روایت میں مذکور ہے تو وہ ضرور صیام کو حج پر مقدم کرتا ہے کیونکہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس شخص کی روایت کو نہیں مانا جو اُن سے روایت کرتے ہوئے حج کو صیام پر مقدم کرتا ہے تو یہ بات دلالت کرتی ہے کہ راوی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت بالمعنی کا سہارا لیا ہے اور اس تک ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ممنوعیت والی بات نہیں پہنچ سکی۔'' واللہ اعلم

امام بلقینی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''صحیح بخاری کے مذکورہ سب تراجم بندے کے اپنے خالق سے متعلقہ معاملات پر دلالت کرتے ہیں۔ خالق کے بندے کا مخلوق سے معاملات و مسائل کا درجہ آتا ہے چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ''کتاب البیوع'' کو منعقد کیا ہے اور اس میں اشیاء کی بیوع پر بحث کی ہے۔ پھر مخصوص جہت کے اعتبار سے قرض کی بیع

کا تذکرہ کیا ہے، اس سے مراد بیع سلم ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے اس بات کا بھی اظہار کیا ہے کہ کبھی بیع جبری طور پر بھی ہوتی ہے اس ضمن میں شفعہ کو بطور جبری بیع کے نقل کیا ہے۔''

جب امام صاحب نے بیوع کی مختلف اقسام یعنی عین، اختیاری قرض اور جبری بیع پر بحث مکمل کی تو یہ بات سامنے آئی کہ ربیع میں فریقین میں سے کسی ایک کو دوسرے سے دھوکے کا امکان بھی ہوتا ہے، کبھی یہ دھوکا عقد بیع کے وقت یا کبھی مجلس عقد کے وقت ہوتا ہے اسی طرح اس بات کا بھی امکان ہوتا ہے کہ دوہرے قرض پر مشتمل بیع میں اسی مجلس میں نہ تو قبضہ کی شرط واجب کی جاتی ہے اور نہ دونوں قرضوں میں سے کسی ایک قرض کی تعیین کی جاتی ہے تو اس چیز کو ''حوالہ'' سے تعبیر کیا جاتا ہے چنانچہ امام صاحب نے ''کتاب الحوالة''کو قائم کیا ہے۔

حوالہ میں قرض کا ایک ذمہ سے دوسرے ذمہ کی طرف انتقال ہوتا ہے چنانچہ امام صاحب نے اس کے بعد وہ چیز بیان کی ہے جو ایک ذمہ کو دوسرے ذمہ میں ضم کرنے یا ایسی چیز کے ساتھ ضم کرنے کا تقاضا کرتی ہے جس سے مال کے کسی حصے کی حفاظت ممکن ہو سکے اور اسی چیز کو وکالت وضمان سے تعبیر کیا گیا ہے، ضمان کی مشروعیت مال کی حفاظت کی غرض سے ہوئی ہے چنانچہ امام صاحب نے ''کتاب الوکالة'' قائم کی ہے جس میں مال کی حفاظت سے متعلقہ معلومات درج ہیں۔

وکالت میں آدمی پر اعتماد کیا جاتا ہے چنانچہ اس کے بعد امام صاحب نے اللہ پر توکل سے متعلقہ چیزوں کا بیان کیا ہے اور اس ضمن میں ''کتاب الحرث والمزارعة''کو قائم کیا ہے جس میں آباد زمینوں، بنجر زمینوں، بیج کی بوائی اور زمین کو پانی دینے سے متعلقہ تمام مسائل کا احاطہ کیا گیا ہے۔ ان مسائل میں اکثر طور پر نرمی واقع ہوتی ہے اس لیے امام بخاری رحمہ اللہ اس سے متصل ''کتاب الاستقراض'' قائم کردی ہے، جس میں فضل واحسان اور نرمی کرنے کا تذکرہ موجود ہے، پھر غلاموں کے معاملات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے امام صاحب نے ایسے غلام کا بھی تذکرہ کیا ہے جو اپنے آقا کے مال کا امین وداعی ہوتا ہے

اور اس کے حکم کے خلاف ورزی نہیں کرتا، اس کا مقصد یہ بتانا ہے کہ غلاموں کے ساتھ کس قسم کا معاملہ کیا جائے۔

جب معاملات مکمل ہوگئے تو امام بخاری رحمہ اللہ کے نزدیک اُن میں تنازعات کا پایا جانا ناگزیر ہے لہٰذا اُنھوں نے الاشخاص، الملازمۃ اور الالتقاط کا ذکر کیا ہے۔ شرعی امانت کو پورا کرنا التقاط ہے۔ اس کے بعد زیادتی کرنے والے ہاتھ کا ذکر ہے اور وہ ظلم و غضب ہے۔ اس کے بعد امام صاحب نے ایسی چیز کا تذکرہ کیا ہے کہ جس میں ظاہری غضب کا گمان تو ہوتا ہے مگر وہ حق شرعی ہوتا ہے چنانچہ بطور مثال امام صاحب نے ہمسائے کی دیوار میں لکڑی رکھنے، راستے میں شراب بہانے، راستوں پر بنے ہوئے تھڑوں اور گھر سے ملحقہ بیرونی صحن میں اور راستوں میں موجود کنوؤں کے پاس بیٹھنے اور دیگر مشترکہ حقوق کو بیان کیا ہے۔ اشتراک (مشترک چیز) میں نہی کا وقوع پذیر ہونا لازمی امر ہے چنانچہ امام صاحب نے "النهي بغير إذن صاحبه" سے ترجمۃ الباب قائم کیا ہے۔ بعدازاں عام مشترک حقوق کا ذکر کیا ہے جن میں خاص قسم کا اشتراک ہوتا ہے چنانچہ امام صاحب نے "كتاب الشركة وتفاريعها" کو قائم کیا ہے۔

جب یہ معاملات بھی پایۂ تکمیل تک پہنچ گئے جو کہ مصالح خلق سے متعلقہ تھے تو امام صاحب نے معاملات کے مصالح سے متعلقہ مسائل کا ذکر کیا اور وہ رہن ہے۔

رہن گردن کی آزادی کی محتاج ہوتی ہے، یہ مرتہن کی طرف سے جائز اور راہن کی طرف سے واجب ہوتی ہے۔ اس کے بعد امام صاحب نے "عتق" کا ذکر کیا ہے جو کہ گردن آزاد کرنے کا ہی دوسرا نام ہے ملکیت جس پر عتق ترتیب پاتی ہے وہ آقا کی طرف سے تو جائز ہوتی ہے مگر غلام کی طرف سے نہیں ہوتی۔ لہٰذا امام بخاری رحمہ اللہ نے تدبیر، ولاء، ام ولد، غلام سے حسن سلوک، غلاموں کے احکامات و مکاتبات جیسے متعلقات عتق کو بیان کیا ہے۔

کتابت، ایتاء (دینے) کی استدعا کرتی ہے جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَآتُوهُمْ مِّنْ مَّالِ اللَّهِ الَّذِي آتَاكُمْ﴾ (النور: ٢٤/ ٣٣)

''اور ان کو اللہ کے مال سے دیا کرو جو اللہ نے تمھیں عطا کیا ہے۔''

چنانچہ امام صاحب نے اسی مناسبت سے اس کے بعد ''کتاب الھبة'' کو قائم کیا ہے اور ساتھ ساتھ عمریٰ [1] اور رقبیٰ [2] کو بھی ذکر کر دیا ہے۔

گردن کی ملکیت کو بلامعاوضہ کسی کے اختیار میں دینے کا نام ''ھبة'' ہے چنانچہ امام صاحب نے اس کے بعد منفعت کو بلامعاوضہ کسی کے اختیار میں دینے کا ذکر کیا اور اس کا دوسرا نام ''عارية منيحة'' ہے۔

جب سابقہ وجوہات کی بنا پر ملکیت کے منتقل ہونے اور دیگر معاملات پایۂ تکمیل کو پہنچے تو ایسی صورتحال میں تنازعہ کا پیدا ہونا لازمی امر ہے تو اس وقت گواہی کی ضرورت پڑتی ہے چنانچہ امام صاحب نے اس کے بعد ''کتاب الشھادات'' کو قائم کیا ہے اور کبھی دلائل میں تعارض واقع ہوجاتا ہے تو اس وقت قرعہ کی ضرورت پیش آتی ہے تو امام صاحب نے ''القرعة فی المشکلات'' کے نام سے ترجمۃ الباب قائم کر دیا ہے اور کبھی یہ تعارض صلح کا متقاضی ہوتا ہے اور بسا اوقات صلح بغیر کسی تعارض کے وقوع پذیر ہوجاتی ہے تو امام صاحب نے ''کتاب الصلح'' کو قائم کر دیا ہے۔ صلح صفائی میں شرط کا واقع ہونا بھی لازمی امر ہے

---

[1] عمریٰ ایک خاص نوعیت کا ہبہ ہے۔ جب مسلمان اپنے بھائی سے کہے کہ جب تک آپ زندہ ہیں میں آپ کو اپنا مکان، دکان، زمین یا باغ دیتا ہوں تو یہ عمریٰ کہلاتا ہے۔''جب تک آپ زندہ ہیں'' سے واضح ہوتا ہے کہ اس شخص کی وفات کے بعد اس چیز کی حیثیت وراثت کی نہیں ہوگی بلکہ مالک کو واپس ہوجائے گی۔(ش ح)

[2] ایک مسلمان اپنے بھائی سے یہ کہے کہ اگر میں آپ سے پہلے فوت ہوگیا تو میرا مکان، میری دکان، میرا کارخانہ یا میرا باغ آپ کا ہوجائے گا۔ اس کے برعکس اگر آپ مجھ سے پہلے وفات پا گئے تو آپ کا مکان، آپ کی دکان، آپ کا کارخانہ یا آپ کا باغ میرا ہوجائے گا یا یہ کہے کہ میری یہ چیز آپ کی زندگی تک آپ کی ہے، اگر آپ مجھ سے پہلے فوت ہوگئے تو یہ چیز مجھے واپس ہوجائے گی، اور اگر میں پہلے فوت ہوگیا تو یہ آپ کے پاس ہی رہے گی۔ رقبی سے رسول اللہ ﷺ نے منع کیا ہے۔ اگر کسی نے ایسا کیا تو اس پر وراثت کے احکام لاگو ہوں گے۔(مسند احمد ٥/ ١٨٩، ابوداؤد، ح: ٣٥٥٦) (ح ش)

چنانچہ اس کے بعد معاملات میں شرائط رکھنے کا ذکر کیا ہے۔ شرائط کا تعلق کبھی زندگی سے ہوتا ہے تو کبھی وفات کے بعد والے حالات سے ہوتا ہے لہٰذا امام صاحب نے "کتاب الوصیة والوقف" کو قائم کر دیا ہے۔

جب خالق اور مخلوق سے متعلقہ مسائل و معاملات کا الگ الگ تذکرہ اختتام پذیر ہوا تو امام صاحب نے اُن معاملات کی ابتدا کی جو خالق اور مخلوق کے مابین مشترک ہیں اور وہ اکتسابی نوعیت کے ہیں لہٰذا امام صاحب نے "کتاب الجهاد" کو قائم کیا ہے اعلائے کلمۃ اللہ، کفار کی ذلت و رسوائی، اُن کی عورتوں، اُن کے بچوں، غلاموں اور مالِ غنیمت کا حصول جہاد و قتال کے ذریعے سے ہی ممکن ہوتا ہے تو امام صاحب نے اس کتاب کی ابتداء جہاد کی فضیلت سے کی ہے۔ اس کے بعد امام صاحب نے اس بات کو ذکر کیا ہے کہ مجاہد کا اپنے آپ کو مقتولین میں شمار کرنا جائز ہے لہٰذا امام صاحب نے "باب التحنّط عند القتال" کو قائم کر دیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی امام صاحب نے "طليعة" (یعنی ایسی جماعت جو دشمن کی سپاہ کی معلومات حاصل کر کے لاتی ہے) اس کا ذکر کیا ہے۔ امام صاحب نے حیوانوں اور ان کی خصوصیات کا ذکر کیا ہے جب کہ نبی ﷺ کی بغلة (خچر) اور ناقة (اونٹنی) کی خصوصیات وغیرہ ہیں۔

جہاد درحقیقت مردوں کے لیے ہے مگر کبھی عورتیں بھی اُن کی پیروی میں جہاد کرتی ہیں لہٰذا امام صاحب نے "احوال النساء فی الجهاد" سے ایک باب قائم کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے جہاد سے متعلق دیگر امور کا تذکرہ کیا ہے، ان میں سے یہ بھی ہیں: آلات حرب اور ان کی کیفیت اور جنگ سے پہلے دعا۔ جہاد سے متعلقہ سب امور نبی ﷺ کی آفاقی بعثت کے آثار میں سے ہیں اس لیے امام صاحب نے "دعاء النبی ﷺ الناس الإسلام" سے ایک باب باندھا ہے۔

جہاد میں امام کا لوگوں سے حسب استطاعت عزم و ہمت کا رویہ اپنانا ہوتا ہے چنانچہ امام صاحب نے "عزم الإمام على الناس فيما يطيقونه وتوابع ذلك" کے نام

سے باب قائم کیا ہے، اسی طرح جہاد میں استعانت اجرت کے ساتھ بھی ہوتی ہے اور اجرت کے بغیر بھی ہوتی ہے پس امام صاحب نے "الجعائل" سے باب بندی کردی ہے۔

جہاد میں امام کو امام القوم ہونا چاہیے اس لیے امام صاحب نے "المبادرة عند الفزع" سے ترجمۃ الباب قائم کیا ہے، مبادرت توکل کی نفی نہیں کرتی اور رعب و دبدبہ کے حامل فرد کے لیے تو یہ بہت ضروری ہوتی ہے اس لیے امام صاحب نے ایسے شخص کی مبادرت کا تذکرہ کرنے کے ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ اسباب کا استعمال بھی توکل میں قدح کا سبب نہیں بنتا، اس لیے امام صاحب نے "حمل الزاد فی الغزو" سے ترجمۃ الباب قائم کیا ہے۔ پھر آپ نے سفر کے آداب کا ذکر کیا ہے۔ بسا اوقات جہاد سے واپس آنے والوں کے پاس مالِ غنیمت بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ امام صاحب نے "باب فرض الخمس" قائم کردیا ہے۔

بعض اوقات غیر مسلم ذمیوں سے کفارہ جنگ و جدال کے ذریعے اور بسا اوقات مصالحت کے ذریعے سے حاصل ہوتا ہے چنانچہ امام صاحب نے "کتاب الجزیة" اور "احوال أهل الذمة" کا تذکرہ کیا ہے۔ بعد ازاں امام بخاری رحمہ اللہ نے اُن ابواب کو ذکر کیا ہے جن کا تعلق، موادعت ایفائے عہد اور دھوکہ دہی سے اجتناب سے ہے۔ متذکرہ بالا تینوں قسم کے معاملات کا تعلق "بدء الوحی" سے تھا، ان معاملات کے بعد امام صاحب "بدء الخلق" سے ابتداء کی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

> ''میرے لیے جو بات ظاہر ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے "بدء الخلق" کو "کتاب الجهاد" کے بعد اس لیے نقل کیا ہے کہ جہاد چونکہ جان نکالنے پر مشتمل ہوتا ہے چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس بات کے ذکر کا ارادہ کیا کہ یہ سب مخلوقات قابل فنا ہیں اور ان میں سے کسی کو بھی خلود (ہمیشہ کی زندگی) حاصل نہیں ہے۔''

امام بلقینی کہتے ہیں:

''امام بخاری رحمہ اللہ نے جنت اور جہنم کا تذکرہ اس لیے کیا ہے کہ یہ دونوں چیزیں مخلوق کا ٹھکانا ہوں گی۔ ''صفة النار'' کے ضمن میں امام صاحب نے ابلیس اور اس کے لاؤ لشکر کا تذکرہ کیا ہے کیونکہ یہ دونوں آتش جہنم کا ایندھن ہوں گے بعدازاں جنات کا تذکرہ کیا ہے۔''

آدم علیہ السلام کی تخلیق جانوروں کی تخلیق کے بعد ہوئی تھی اسی وجہ سے امام بخاری رحمہ اللہ نے آدم علیہ السلام کا تذکرہ بعد میں کیا ہے اور اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ اُسی ترتیب پر کیا ہے جس پر ہم اعتقاد رکھتے ہیں، ان انبیاء میں امام بخاری رحمہ اللہ نے ذوالقرنین علیہ السلام کو بھی شامل کیا ہے کیونکہ وہ ان کے نزدیک نبی ہیں اور اُن کا تذکرہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پہلے کیا ہے کیونکہ وہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے کے ہیں۔ حضرت ایوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کے درمیان آزمائش کی مناسبت کی وجہ سے حضرت ایوب علیہ السلام کا تذکرہ امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے بعد کیا ہے اور حضرت یونس علیہ السلام کے قصے کے بعد اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو نقل کیا ہے:

﴿وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ﴾

(الاعراف: ۷/ ۱٦۳)

کیونکہ حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی نے نگل لیا تھا، انھوں نے اس آزمائش پر صبر کا دامن پکڑے رکھا چنانچہ آپ کو نجات مل گئی۔ اسی طرح اس آیت کریمہ میں ان لوگوں کا بھی تذکرہ ہے جنھیں مچھلیوں کی وجہ سے آزمایا گیا تھا تاہم اُن لوگوں میں سے جس نے بھی صبر سے کام لیا اس نے نجات حاصل کی اور جس نے سرکشی کی اُسے عذاب سے دوچار ہونا پڑا۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت لقمان علیہ السلام کا تذکرہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے بعد کیا ہے یا تو وہ اُن کے نزدیک نبی ہیں یا پھر وہ حضرت داؤد علیہ السلام کے جملہ پیروکاروں میں سے ہیں علاوہ ازیں حضرت مریم کا بھی تذکرہ کیا ہے وہ اس لیے کہ ان کے نزدیک نبی ہیں۔ [1] انبیاء کے

[1] بنی اسرائیل کے عجیب وغریب واقعات میں سے سیدہ مریم کا واقعہ بھی ہے۔ تاہم حضرت مریم کا نبی ہونا ⇦ ⇦

تذکرے کے بعد امام صاحب نے اُن عجیب وغریب واقعات کو نقل کیا ہے جو بنی اسرائیل کے زمانے میں وقوع پذیر ہوئے تھے۔

اس کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ نے امتِ مسلمہ کے فضائل ومناقب کے ساتھ ساتھ اُن لوگوں کا بھی تذکرہ کیا ہے جو انبیاء نہیں تھے چنانچہ امام صاحب نے قبیلہ قریش سے ابتداء کی ہے کیونکہ قرآنِ کریم کو اُن کی زبان میں نازل کیا گیا۔ جب اسلم اور غفار قبیلوں کا ذکر ہوا تو امام صاحب نے سیّدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے اسلام کو بھی بیان کیا ہے کیونکہ یہ وہ خوش نصیب ہیں جنھوں نے غفار قبیلے میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا تھا۔

اس کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے گرامی، شمائل، علاماتِ نبوت کے ساتھ ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا تذکرہ کیا ہے۔

مہاجرین اور انصار صحابہ میں سے ایسے بھی تھے جنھوں نے آپ کی آواز پر لبیک کہا اور اسلام قبول کرنے میں سبقت لے گئے۔ مہاجرین چونکہ اسلام قبول کرنے میں مقدم تھے اس لیے امام صاحب نے "مناقب المهاجرين" سے ترجمۃ الباب قائم کیا ہے اور سب سے پہلے سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا ہے کیونکہ وہ اُن کے رئیس وسردار ہیں۔ علاوہ ازیں دیگر مہاجر صحابہ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ بعد ازاں انصار صحابہ کے مناقب وفضائل کے ساتھ ساتھ ان کی سیر کے تذکروں میں یہ تذکرہ بھی کیا ہے کہ انھوں نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر اللہ تعالیٰ کے کلمے کو بھی بلند کیا ہے تو سب سے پہلے انھوں نے بعثت سے پہلے زمانہ جاہلیت کے احوال میں سے بعض اشیا کا تذکرہ کیا، بعثت نبوی نے جاہلیت کو دور کیا، پھر مشرکین کی طرف سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو دیے گئے مصائب وآلام کا بھی تذکرہ کیا

⇦ ثابت نہیں۔ نہ صرف یہ کہ حضرت مریم بلکہ کسی بھی خاتون کا پیغمبر ہونا ثابت نہیں۔ انبیاء علیہم السلام کس صفت سے ہوتے ہیں اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَمَآ أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُّوحِىٓ إِلَيْهِم مِّنْ أَهْلِ ٱلْقُرَىٰٓ﴾ (یوسف: ۱۲/ ۱۰۹) "اور ہم نے آپ سے پہلے نہیں بھیجے مگر کچھ مرد، جن کی طرف ہم ان بستیوں والوں میں سے وحی کیا کرتے تھے۔" رجالاً سے معلوم ہوا کہ پیغمبر مردوں کو ہی بنایا گیا۔ (ش ح)

گیا ہے اسی طرح ہجرت حبشہ سے پہلے کے حالات، ہجرت حبشہ کے واقعات، معراج کے واقعات اور مدینہ منورہ کی طرف کی گئی ہجرت کے اکثر حالات و واقعات کا بھی تذکرہ کیا۔

پھر امام بخاری رحمہ اللہ نے مغازی کا اہتمام اس ترتیب پر کیا ہے جو اُن کے نزدیک مستند تھی چنانچہ عبد اللہ بن سلام کے اسلام لانے سے اس کی شروعات کی ہیں۔ اس میں ان کا نیک شگون یہ ہے کہ مغازی (کے تذکرے) میں غلطی کرنے سے محفوظ رہیں۔ مغازی (غزوات و سرایا) کے بعد امام صاحب نے (دعوت اسلام کو قبول کرنے والے) وفود کا ذکر کیا ہے پھر حجۃ الوداع اور اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض اور وفات کا تذکرہ کیا ہے۔

آپ کی وفات اور رحلت کے وقت آپ کی شریعت کامل، روشن اور ہر قسم کے نقص و عیب سے پاک تھی اور قرآن مجید کا نزول مکمل ہو چکا تھا اسی وجہ سے اس کے بعد امام صاحب نے "کتاب التفسیر" کو قائم کیا ہے، تفسیر کے ضمن میں امام صاحب نے قرآن کریم کے فضائل، آدابِ تلاوت اور دیگر متعلقات قرآن کو نقل کیا ہے۔ اس کے بعد قرآن کی تفسیر و حفظ سے متعلقہ احکام کے ساتھ ساتھ امام صاحب نے اُن احکام کو بھی بیان کیا ہے جن کی عملی تعبیر کی بدولت دنیا کے اطراف و اکناف میں دین (کتاب و سنت) کی حفاظت ممکن ہوئی ہے اور زمانوں تک احکاماتِ الٰہیہ کا استمرار بدستور قائم و دائم رہے گا۔ انہی امور کے باعث ایک قابل اعتبار زندگی کا حصول ممکن ہوتا ہے لہٰذا اسی مقصد کو پورا کرنے کے لیے امام بخاری رحمہ اللہ اس کے بعد اُس کتاب کو قائم کرتے ہیں جس سے نسل انسانی، اُس کی ذریت اور پھر اس نسل و ذریت سے گروہ در گروہ لوگ حاصل ہوتے رہیں جو قرآن و سنت کی صورت میں نازل شدہ شریعت اور اُس کے احوال کی کماحقہٗ حفاظت کر سکیں۔ لہٰذا اس مقصد کی تکمیل کے لیے نکاح کی ضرورت ہوتی ہے اس لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے "کتاب النکاح" کو قائم کیا ہے۔ نکاح کے ضمن میں امام صاحب نے رضاعت، اس کی وجہ سے حرام ہونے والے رشتے اور ساتھ اس بات کا بھی تذکرہ کیا ہے کہ عورتوں میں سے کن سے نکاح کرنا حلال ہے اور کن سے حرام۔ علاوہ ازیں مصاہرت، حرام نکاح، مکروہ نکاح، منگنی، عقد، مہر، ولی (سرپرست)، نکاح

میں دف بجانے، ولیمہ، نکاح کی شرائط، ولیمہ کے دیگر احوال اور عورتوں کے ساتھ رہن سہن پر مبنی مسائل کو بیان کیا ہے۔ اس کے بعد "کتاب الطلاق" اور اس کے بعد کفار سے ہونے والے نکاحوں کا تذکرہ کیا ہے۔

قرآن مجید میں مشرکین سے نکاح کے بعد ایلاء کا ذکر ہے چنانچہ امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی اسی ترتیب کو مدنظر رکھا ہے۔ ایلاء کے بعد ظہار جو (وقتی اور عارضی علیحدگی) ہے، اس کے بعد لعان (جو ابدی علیحدگی یا ہمیشہ کی جدائی ہے) کا تذکرہ کیا اور اس کے بعد مختلف قسم کی عدت اور اُن کی مراجعت کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

عقد صحیح (صحیح نکاح) کے تذکرے کے بعد امام صاحب نے بغیر عقد (نکاح) کے وطی (ازدواجی تعلقات) کے حکم کو بیان کیا ہے اور کہا ہے: "مهر البغی والنكاح الفاسد" اس کے بعد عورتوں کے لیے نان ونفقہ کا ذکر کیا ہے۔ نکاح سے متعلقہ احکام کے تذکرے کے بعد امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک اہم امر کی طرف اشارہ کیا ہے اور وہ ہے عورت کا نان و نفقہ جو کہ ہمیشہ خاوند کے ذمے رہتا ہے نفقات کے تذکرے کے بعد امام صاحب نے ماکولات کو بیان کیا ہے جو کہ نفقہ کا ہی ایک حصہ ہوتی ہیں۔ چنانچہ امام صاحب نے اس کے لیے "كتاب الأطعمة وأحكامها وآدابها" کو قائم کیا ہے۔ ماکولات میں سے کچھ کھانے خاص نوعیت کے ہوتے ہیں چنانچہ امام صاحب نے عقیقہ کو بیان کیا ہے اور عقیقے کے موقع پر کسی جانور کے ذبح کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے لہٰذا امام صاحب نے ذبائح کا ذکر کر دیا۔ ذبح شدہ جانوروں میں سے بعض کو شکار کے ذریعے سے حاصل کیا جاتا ہے چنانچہ امام صاحب نے صید (شکار) کے احکامات کو بیان کر دیا ہے اور بعض جانوروں کو سال میں صرف ایک دفعہ ذبح کیا جاتا ہے لہٰذا امام صاحب نے "كتاب الأضاحی" کو قائم کر دیا ہے۔ ماکولات (کھانے والی اشیاء) کے بعد مشروبات (پینے والی اشیاء) کی ضرورت پیش آتی ہے چنانچہ امام صاحب نے "كتاب الأشربة" قائم کی ہے۔ ماکولات ومشروبات کے باعث بسا اوقات جسمانی بیماریوں کی شکایت ہو جاتی ہے جس کے لیے انسان کو طب وطبیب

کی ضرورت پیش آتی ہے تو امام صاحب نے اس کے لیے "کتاب الطب" کو قائم کیا ہے اس کے ضمن میں مرض کے متعلقات، مرض کا ثواب، علاج معالجہ اور دم کرنے میں کون سا ورد جائز، کون سا مکروہ اور کون سا حرام ہے وغیرہ سب امور کو بیان کیا گیا ہے۔

جب ماکولات ومشروبات، اُن سے جنم لینے والی بیماریوں اور اُن بیماریوں کے علاج معالجہ کا تذکرہ اختتام پذیر ہوا تو امام صاحب نے اس کے بعد "کتاب اللباس" کو قائم کیا ہے اس کے تحت زیب وزینت کے احکام اور خوشبو اور اُس کی انواع کا ذکر کیا ہے۔

مذکورہ بالا امور میں سے اکثر کا تعلق نفسانی آداب سے ہوتا ہے اس لیے امام صاحب نے ان کے بعد "کتاب الأدب والبر والصلة" کو قائم کیا ہے۔ سلام اور اجازت طلبی زمینی دروازوں کے کھلنے کا سبب بنتے ہیں اس لیے امام صاحب نے اس کے بعد اُن دعاؤں کو بیان کیا ہے جو آسمانی دروازوں کے کھلنے کا سبب ہوتی ہیں۔ دعا چونکہ مغفرت وبخشش کا سبب بنتی ہے اس لیے اس کے بعد "استغفار" کا بیان ہوا ہے اور استغفار، گناہوں کے مٹنے کا باعث بنتا ہے اس لیے اس کے بعد "باب التوبة" کا ذکر کیا گیا ہے نیز وقتی اور غیر وقتی اذکار واستعاذہ کا ذکر بھی کر دیا گیا ہے، ذکر اور دعا دونوں قبولیتِ نصیحت کا سبب بنتے ہیں اس لیے امام صاحب نے اس کے بعد مواعظ، زہد اور روزِ قیامت کے اکثر احوال کو بیان کیا ہے، اس کے بعد امام صاحب نے اس بات کا تذکرہ کیا ہے کہ سب امور پر اللہ تعالیٰ کا اختیار ہوتا ہے چنانچہ امام صاحب نے کتاب القدر (تقدیر) اور اس کے احوال کو بیان کیا ہے، قدر (تقدیر) میں بسا اوقات نذر مانی گئی اشیاء کا بھی احاطہ کیا جاتا ہے چنانچہ امام صاحب نے اس کے تحت "کتاب النذور" قائم کر دی ہے نذر میں چونکہ کفارہ ہوتا ہے اسی طرح اَیمان (قسموں) میں بھی کفارہ ہوتا ہے اس لیے امام صاحب نے "کتاب الکفارة" قائم کی ہے۔ جب لوگوں کے دنیوی زندگی کے احوال پایۂ تکمیل کو پہنچے تو امام صاحب نے لوگوں کے موت کے بعد والے احوال کا تذکرہ کیا ہے چنانچہ انھوں نے "کتاب الفرائض" کا اہتمام کر کے فرائض (وراثت) کے احکام کو بیان کیا ہے۔ جب بغیر جرائم کے معاملات کے

احوال پایۂ تکمیل کو پہنچے تو امام صاحب نے اُن جرائم کا تذکرہ کیا جو لوگوں کے مابین وقوع پذیر ہوتے ہیں لہٰذا آپ نے "کتاب الحدود" قائم کی ہے۔ کتاب الحدود کے آخر میں مرتدین کے احوال کو بیان کیا اور ساتھ ساتھ اس بات کا بھی تذکرہ کیا ہے کہ مرتد جب مجبور کیا گیا ہوتا ہے تو اسے کافر قرار نہیں دیا جاتا۔ چنانچہ آپ نے "کتاب الإکراہ" کو قائم کیا مکروہ (مجبور آدمی) کبھی اپنے دل میں محرک حیلہ پوشیدہ رکھتا ہے اس لیے امام صاحب نے "کتاب الحیل" کا ذکر کیا ہے اور بتایا ہے کہ کون کون سے حیلے جائز اور کون کون سے ناجائز ہوتے ہیں۔ حِیل میں چونکہ مخفی چیزوں کا صدور ہوتا ہے اس لیے امام صاحب نے "کتاب تعبیر الرؤیا" کو قائم کیا ہے کیونکہ خواب بھی پوشیدہ ہوتے ہیں اگرچہ بعض اوقات وہ معبر کے لیے واضح بھی ہو جاتے ہیں۔ ارشاد الٰہی ہے:

﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ﴾

(الاسراء: ١٧/ ٦٠)

"اور جو کچھ ہم نے آپ کو دکھایا ہے اس کو ہم نے لوگوں کے لیے ایک فتنہ بنا کر رکھ دیا ہے۔"

مذکورہ مفہوم کی مناسبت سے امام صاحب نے اس کے بعد "کتاب الفتن" کو قائم کیا ہے بعض ایسے فتنے ہوتے ہیں جن کی بیخ کنی کے لیے حکام بالا کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے کیونکہ وہی اکثر طور پر اُن فتنوں کو ختم کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں لہٰذا امام صاحب نے "کتاب الأحکام" قائم کی ہے اور اس میں امراء (حکمرانوں) اور قضاۃ (قاضیوں) کے احوال پر روشنی ڈالی ہے۔ امامت وحکومت دو ایسی چیزیں ہیں جن کی لوگ اکثر طور پر آرزو کرتے ہیں اس لیے امام صاحب نے اس کے بعد "کتاب التمنی" قائم کی ہے۔ اسی طرح حکمرانوں کی حکومت کا دارومدار اکثر طور پر اخبار آحاد پر ہوتا ہے اس لیے امام صاحب نے "ما جاء فی اجازۃ خبر الواحد الصدوق" کے الفاظ کو نقل کیا ہے۔

تمام احکام چونکہ کتاب وسنت کے محتاج ہوتے ہیں اس لیے امام صاحب نے "الاعتصام

بـالـكتاب والسنة“ سے ایک کتاب قائم کی ہے اس میں امام صاحب نے کتاب وسنت سے استنباط کے ساتھ ساتھ اجتہاد اور مابین المسلمین اختلافات کی ناپسندیدگی وغیرہ کا تذکرہ کیا ہے۔ عصمت کی پہلی اور آخری بنیاد توحید ہی ہے لہٰذا امام صاحب نے اپنی صحیح جامع کا اختتام ”کتاب التوحيد“ کے ساتھ کیا ہے۔

روزِ آخرت، نیکیوں کے وزن کا بھاری اور ہلکا ہونا ہی ایک کامیاب شخص اور ناکام شخص کے درمیان معیار ہوگا اس لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح کے تراجم میں سے آخری ترجمۃ الباب ان الفاظ سے قائم کیا ہے: ”بـاب قـول الـلّـه تعالى ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ﴾ (الانبياء: ٢١/ ٤٧) وأن اعـمـال بنى اٰدم توزن“ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب کا آغاز ”إنـمـا الأعمال بالنيات“ کی حدیث سے کیا اور خاتمہ اس بات پر کیا ہے کہ بنی آدم کے اعمال کا وزن کیا جائے گا۔ امام صاحب نے یہاں یہ نکتہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہی اعمال کو شرف قبولیت سے بخشے گا جو خالصتاً اس کی رضا کے حصول کے لیے سرانجام دیے گئے ہوں گے۔ جس حدیث پر الجامع کا اختتام ہوا ہے وہ یہ ہے کہ:

”کـلـمتـان حبيبتـان إلـى الـرحـمٰن ، خفيفتان على اللسان ، ثـقـليتـان فـي الـميـزان: سبـحان الله وبـحمده ، سبحان الله العظيم . “

”دو کلمے رحمٰن کو بہت پیارے ہیں، زبان پر ہلکے ہیں، میزان میں بہت وزنی ہیں یعنی سبحان الله وبحمده وسبحان العظيم“

”کـلـمتـان“ سے اشارہ ملتا ہے کہ اس میں ترغیب بھی ہے اور تخفیف بھی ہے اور کلمہ ”ثقیلتان“ سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ ان دونوں کلمات کا بہت ثواب ہوگا۔

اس حدیث میں الفاظ کی ترغیب ایک عظیم اسلوب بیان کو ظاہر کر رہی ہے اور وہ یہ ہے کہ پروردگارِ عالم کی محبت سابق (سبقت والی) ہے بندے کا ذکر کرنا اور اس کی زبان پر ذکر کا ہلکا ہونا، یہ سارا عمل ہمیشہ جاری رہنے والا ہے اسی طرح قیامت تک کے لیے ان دونوں

کلمات کا ثواب جاری وساری رہنے والا ہے۔ نیز ان دونوں کلمات کا معنی ومفہوم اہل جنت کی اس پکار کے خاتمے کے طور پر بیان کیا گیا ہے:

﴿دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَ تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَ اٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (یونس: ۱۰/ ۱۰)

''وہاں اُن کی صدا یہ ہوگی کہ پاک ہے تو اللہ اور ان کی دعا یہ ہوگی کہ ''سلامتی ہو'' اور ان کی بات کا خاتمہ اس پر ہوگا کہ ''ساری تعریفیں اللہ رب العالمین'' ہی کے لیے ہیں۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''خلاصۂ کلام یہ ہے کہ شیخ بلقینی کا کلام یہاں اختتام پذیر ہوا ہے اور انھوں نے اپنے اس کلام میں بہت سارے لطائف وعجائب بیان کیے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل وکرم سے اُن کو جزائے خیر عطا کرے۔''[1]
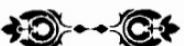
[1] ہدی الساری، ص: ٤٧٠-٤٧٣.
اس کے بعد امام بلقینی کی ترتیب کتب وابواب کے بارے میں نظم لکھی گئی ہے، جس کا خلاصہ ابن حجر رحمہ اللہ نے پیش کردیا ہے۔ یہ نظم ارشاد الساری للقسطلانی (١/ ٤٤-٣٦) میں موجود ہے۔ اس کے ساتھ ہی عادات الامام البخاری فی صحیحہ کا اختتام ہوتا ہے۔ (ش ح)

امام بخاری رحمہ اللہ کے بعض مزید اسالیب

یہ وہ اسالیب ہیں جن کو میں (محقق) نے بعض اہل علم کی کلام سے چنا ہے اور ان کے بارے میں "عادۃ" یا "من عادات" کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں اور جو یہ کہا جاتا ہے کہ استقرائی طور پر یہ بات ظاہر ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ یہ اور وہ کیا کرتے تھے یا پھر ان سے ملتے جلتے الفاظ تو ان کو میں نے اس اختتامیہ میں شامل نہیں کیا ہے کیونکہ ان کے بارے میں صریح الفاظ یعنی "عادۃ" یا "من عادات" وغیرہ استعمال نہیں کیے گئے ہیں۔

① امام بخاری رحمہ اللہ اختلاف والی روایات میں سے جو روایت ان کے نزدیک زیادہ راجح ہوتی ہے اسی پر اعتماد کرتے ہیں۔ [1]

② امام بخاری رحمہ اللہ جب کسی ایسی حدیث کو روایت کرتے ہیں کہ جس کی سند میں یا جس کے بعض الفاظ میں اختلاف موجود ہوتا ہے تو اس اختلاف کو بھی نقل کر دیتے ہیں۔ [2]

③ امام بخاری رحمہ اللہ کا ایک اسلوب یہ ہے کہ جب وہ موقوفات (موقوف روایات) کو مسند بیان کرتے ہیں تو اس طرح کا صیغہ استعمال کرتے ہیں جیسے "وقال لی یحیی بن صالح" [3]

④ امام بخاری رحمہ اللہ جب "علی" کے نام سے مطلق طور پر کوئی روایت نقل کرتے ہیں تو اس نام سے اُن کی مراد "علی بن المدینی" ہوتے ہیں۔ [4]

---

1. فتح الباری : ٧/ ٤٧٤ .
2. مجموع فتاوی شیخ الإسلام ابن تیمیة : ١/ ٢٥٦ ، ٢٥٧ .
3. فتح الباری : ٤/ ١٧٥ .
4. فتح الباری : ٤/ ٤٣٨ .

⑤ امام بخاری رحمہ اللہ جب کوئی طریق (سند) اُن کے نزدیک متصل ثابت ہو جائے تو وہ اس موصول طریق (سند) پر اعتماد کرتے ہوئے اُس کے ظاہری ارسال کو نقل کر دیتے ہیں۔ [1]

جو امام بخاری رحمہ اللہ کا اسلوب نہیں

① بطور حجت ضعیف روایت کو نقل کرنا امام بخاری رحمہ اللہ کا اسلوب نہیں ہے۔ [2]

② ترجمۃ الباب اور حدیث دونوں کا ایک ساتھ اعادہ کرنا، امام بخاری رحمہ اللہ کا طریقہ نہیں ہے۔ [3]

[1] فتح الباری : ١٠/ ٣١٢.

[2] فتح الباری : ٥/ ٣٧٧.

[3] فتح الباری : ١/ ٤٩٥.

اہل علم کی سیرتِ بخاری رحمہ اللہ پر لکھی گئی کتب

قدیم اور جدید اہل علم کی طرف سے امام بخاری رحمہ اللہ کی سیرت پر لکھی گئی کتب کا احاطہ کرنا مشکل امر ہے۔ حسبِ ذیل سطور میں چند دستیاب شدہ کتب کا تذکرہ کیا جارہا ہے۔

① "شمائل البخاری" ابوجعفر محمد بن ابی حاتم البخاری کی تالیف شدہ ایک ضخیم کتاب ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ کی مرویات میں سے ہے جسے انھوں نے "سیر أعلام النبلاء ١٢/ ٣٩٢" میں نقل کیا ہے۔ امام سخاوی رحمہ اللہ نے اسے "الجواهر والدرر ٢٩٤/ ب" میں ذکر کیا ہے۔

② "ترجمة البخاری" اس کے مصنف کا نام ھبۃ اللہ بن جعفر المصری (م ٦٠٨ھ) ہے، یہ ایک مخطوطے کی شکل میں مکتبہ ظاہریہ دمشق میں ۱۱۴۸۳ کے رقم (کتاب نمبر) کے ساتھ موجود ہے۔ محمد عصام الحسینی کی کتاب "إتحاف القاری بمعرفة جهود العلماء علی صحیح البخاری ص: ٣٩" میں اس کا ذکر موجود ہے۔

③ "أخبار البخاری" اس کے مؤلف کا نام ابوالربیع الکلاعی (م ٦٣٤ھ) ہے۔ امام ذہبی نے "سیر أعلام النبلاء، ٢٣/ ١٣٦" میں اسے ذکر کیا ہے۔

④ "مناقب البخاری" اس کے مصنف کا نام حافظ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (م ٧٤٨ھ) ہیں، انھوں نے اسے اپنی تصنیف "تذکرة الحفاظ، ٢/ ٥٥٦" میں نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ "میں نے امام بخاری رحمہ اللہ کے مناقب پر ایک ضخیم کتاب ترتیب دی ہے جس میں بہت سارے عجائبات کا تذکرہ ہے۔" نیز امام سخاوی نے اس کا ذکر "الجواهر والدرر فی ترجمة ابن حجر، ٣/ ١٢٦٠" میں کیا ہے۔

⑤ "ترجمة البخاری" یہ امام ابن ملقن (م۸۰۴ھ) کی تصنیف ہے اس کا تذکرہ امام سخاوی نے "الجواهر والدرر ۲۹٤/ ب" میں کیا ہے۔

⑥ "تحفة الإخباری بترجمة البخاری" یہ کتاب حافظ دمشقی (م۸۴۲ھ) کی ہے اور یہ کتاب ہذا کے محقق کی تحقیق کے ساتھ دار البشائر الاسلامیۃ بیروت سے ۱۴۱۳ھ میں مطبوع ہوئی ہے۔

⑦ "هدی (یا) هداية الساری لسيرة البخاری" اس کے مؤلف حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۸ھ) ہیں۔ امام سخاوی فرماتے ہیں: یہ دو اجزاء میں ہے جسے میں نے انہی کے خط سے لکھا ہوا پایا ہے، انھوں نے اسے بہت پہلے بیان کیا تھا۔ [1] نیز حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری کے مقدمہ "هدی الساری ص : ٤٧٧ ـ ٤٩٣" میں بھی امام بخاری رحمہ اللہ کا ترجمہ بیان کیا ہے۔ گویا کہ حافظ ابن حجر نے امام بخاری کے الگ تحریر کردہ حالات زندگی کو اس مذکورہ مقدمے (ھدی الساری) میں سمودیا ہے۔

⑧ "ترجمة البخاری" اس کے مؤلف محمد بن عبدالرحمن سخاوی (م۹۰۲ھ) ہیں۔ امام حسینی نے اپنی تصنیف "إتحاف القاری، ص : ٤٠" میں اس کا ذکر کیا ہے۔

⑨ "ترجمة البخاری" یہ تصنیف عفیف الدین علی بن عبدالمحسن بن دوالیبی بغدادی شامی حنبلی کی ہے۔ مؤلف کے ہاتھ سے لکھا ہوا اس کا ایک نسخہ مکتبہ ظاہریہ دمشق میں رقم : ۱۰۷۶، ورقہ ۲۷ کے تحت موجود ہے۔

⑩ "الفوائد الدراوی" یہ تصنیف کشف الخفاء کے مؤلف اسماعیل بن محمد العجلونی الجراحی (م۱۱۶۲ھ) کی ہے اس کا نسخہ بنکیپور میں رقم : ۷۳۵، ورقہ : ۴۷ کے تحت موجود ہے۔ علاوہ ازیں بروکلمان کی تالیف "تاریخ الأدب العربی ۳/ ١٦٤" اور فؤاد سیزکین کی تصنیف "تاریخ التراث العربی ۱/ ۳۰۸" میں بھی اس کا ذکر

---

[1] الجواهر والدرر ۳/ ۱۲٦۰، نیز دیکھیے یہی کتاب ۳/ ۱۰٦۹، ۱۰۷۸، ۱۱٤۷، ۱۱٤۹، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳.

موجود ہے۔

⑪ "إضاءة البدرين في ترجمة الشيخين" کے ضمن میں امام عجلونی نے امام بخاری رحمہ اللہ کے حالات زندگی لکھے ہیں۔ یہ کتاب ۱۴۲۳ھ میں عمان (اردن) سے طبع ہوئی ہے۔

⑫ "رسالة في مناقب البخاري" امام عجلونی کے شاگرد احمد بن علی البسکری نے یہ کتاب تالیف کی ہے۔ "تاريخ التراث ۱/ ۳۰۸" کے مطابق اس کا نسخہ ہندوستان کے علاقے بوہار میں (۴/۴۵۴) ورقہ: ۱۳ کے تحت موجود ہے۔

⑬ "المسك الداري في شرح ترجمة البخاري" اس کے مصنف عبد القادر الكوهن الهندی (م۱۲۵۴) ہیں۔ دیکھئے: "اتحاف القاري، ص: ۴۰"

⑭ "حياة البخاري" اس کے مؤلف جمال الدین القاسمی الدمشقی م (م۱۳۳۲) ہیں اور یہ صیدا سے ۱۳۳۰ھ میں طبع ہوئی۔ دیکھئے "تاريخ الأدب ۳/ ۱۶۴" علاوہ ازیں یہ کتاب دوبارہ دار النفائس، بیروت سے ۱۴۱۲ھ میں طبع ہوئی۔

⑮ "مواهب الباري في مناقب مسلم والبخاري" اس کے مصنف سید محمد البخاری العقمی الجزائری ہیں۔ دیکھئے: "اتحاف القاري، ص: ۴۱"

⑯ "الإمام البخاري" یہ تقی الدین الندوی کی تالیف ہے اور یہ تیسری دفعہ دار القلم دمشق سے ۱۴۰۸ھ میں طبع ہوئی۔

⑰ "الإمام البخاري محدثاً وفقيها" یہ حسینی ہاشم کی تصنیف ہے اور یہ مکتبہ عصریہ بیروت سے مطبوع ہے۔

⑱ "الإمام البخاري وصحيحه" اس کے مصنف عبد الغنی عبد الخالق ہیں اور یہ ۱۴۰۵ھ میں دار المنارہ، جدہ (سعودی عرب) سے طبع ہوئی ہے۔

⑲ "سيرة الإمام البخاري" اس کے مؤلف عبد السلام مبارکپوری ہیں اور یہ ۱۴۰۶ھ میں جامعہ سلفیہ، ہندوستان سے طبع ہوئی ہے۔

⑳ "البخاری والجامع الصحیح" یہ حسین علی عبدالظاہر کی تصنیف ہے جو ۱۴۰۱ھ میں مکتبہ عصریہ، بیروت سے طبع ہوئی ہے۔

㉑ "الإمام البخاری: حیاته ومنهجه فی صحیحه" یہ علی ابوبکر کی تالیف ہے اور یہ ۱۳۷۹ھ میں مطبع التمدن الاسلامی، دمشق سے طبع ہوئی ہے۔

㉒ "الإمام البخاری: فقیه المحدّثین ومحدث الفقهاء" یہ ڈاکٹر نذار حمدانی کی تصنیف ہے جو ۱۴۰۹ھ میں دارالانبار، بغداد سے طبع ہوئی۔

فقہ الابواب کے لحاظ سے امام بخاری رحمہ اللہ کے اسالیب کے نمونے

ذیل کی سطور میں امام بخاری رحمہ اللہ کے بعض ان اسالیب کا تذکرہ کیا جارہا ہے جو انھوں نے اپنی جامع صحیح کی ابواب بندی میں اپنائے ہیں اور علامہ جمال الدین قاسمی نے اپنی تصنیف "حیاۃ البخاری" میں حسب استقراء اُن کی طرف اشارہ کیا ہے۔ چنانچہ علامہ قاسمی لکھتے ہیں:

"فقه البخاری واجتهاده المطلق" [1]

''امام بخاری رحمہ اللہ کی فہم وفراست اور ان کا اجتہاد مطلق۔''

جس نے بھی یہ کہا سچ کہا:

"فقه البخاری فی تراجمه"

''امام بخاری (رحمہ اللہ) کی فقہ ان کے تراجم ابواب میں پنہاں ہے۔''

یعنی امام بخاری رحمہ اللہ کے قائم کردہ تراجم ابواب سے ہی اُن کے اجتہاد کی معرفت ممکن ہوتی ہے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ امام بخاری نے اپنی صحیح میں بہت زیادہ فقہی فوائد اور حکیمانہ نکات بیان کیے ہیں۔ انھوں نے اپنے فہم سے احادیث و آثار کے متون سے کثیر تعداد میں مختلف معانی و مفاہیم کا استخراج کیا ہے جنھیں انھوں نے اپنی کتاب کی ابواب بندی میں مناسب مقامات پر بیان کیا ہے اسی طرح انھوں نے اپنی صحیح میں قرآنی آیات کے

[1] حیاۃ البخاری، ص: ۳۸۔ ۶۶.

اہتمام کے ساتھ ساتھ اُن سے مترشح ہونے والی بدیعی دلالات کا نہ صرف تذکرہ کیا ہے بلکہ اُن کی تفسیر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دلائل کا وسیع وعریض ذخیرہ بھی بیان کیا ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے فقط احادیث کو نقل کرنے کا اہتمام ہی نہیں کیا بلکہ ان احادیث سے استنباط اور اُن پر قائم کردہ ابواب سے استدلال کا بھی مکمل اہتمام کیا ہے اسی وجہ سے اکثر ابواب سند حدیث سے خالی نظر آتے ہیں اور امام صاحب ”فلان عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم“ یا اس طرح کے قول پر ہی انحصار کرتے ہیں بسا اوقات امام صاحب متن کو معلق یعنی بغیر سند کے نقل کر دیتے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ اس طرح کا اسلوب اس لیے اپناتے ہیں تاکہ وہ اس مسئلہ پر دلیل حاصل کر سکیں جن کے لیے ترجمۃ الباب قائم کیا جاتا ہے، بعد ازاں اس مسئلے کے اثبات کے لیے حدیث کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں۔

علامہ قاسمی مزید لکھتے ہیں کہ آنے والی سطور میں امام بخاری رحمہ اللہ کے نقطہ ہائے نظر کا ایک نمونہ پیش کیا جائے گا جب میں نے صحیح بخاری کی بطور درایت کے قراءت کی تھی تب میں نے ان اختیارات پر نشان دہی کی تھی اور اس کا یہ مقصد تھا کہ میں ان اختیارات کی مدد سے امام بخاری رحمہ اللہ کے اعلیٰ اجتہاد کے ارتقاء کو ثابت کر سکوں۔ ان کے علاوہ بھی امام بخاری رحمہ اللہ کے دیگر نقطہ ہائے نظر ہیں جن کا استقراء طوالت پر مبنی ہے اور اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ

> ”امام صاحب کی صحیح کے تراجم ابواب کا ہر ترجمہ (کو اس چیز کے لیے منتخب کیا جا سکتا ہے) جو بعد از معانی و مفاہیم ہو اور ہر وہ شخص جو بنظر دقیق ان پر غور کرتا ہے وہ امام صاحب کی گہری اجتہادی بصیرت پر ضرور مطلع ہو جاتا ہے اور اُس پر محیر العقول عجائب منکشف ہوتے ہیں۔“

امام بخاری رحمہ اللہ کے نقطہ ہائے نظر کا خلاصہ

یہ امام بخاری رحمہ اللہ کے اُن نقطہ ہائے نظر کا نمونہ ہے جو ان کے اجتہاد اور مبنی بر دلیل موقف کو ثابت کرتے ہیں۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ فروعات میں امام بخاری رحمہ اللہ کے

نقطہ ہائے نظر کا علم اُن کے تراجم ابواب میں مغز ماری اور جانچ پڑتال کرنے کے بعد حاصل ہوتا ہے ان اوراق میں اُن سب نقطہ ہائے نظر کا احاطہ کرنا بہت مشکل ہے تاہم بعض نقطہ ہائے نظر کو ہم نے ذیل کی سطور میں بیان کردیا ہے خصوصی طور پر وہ موقف جو عبادات سے متعلقہ ہے کیونکہ اکثر لوگ معاملات کے بجائے عبادات کی زیادہ جستجو رکھتے ہیں۔

١ بغیر انزال کے شرمگاہوں کے ملاپ پر غسل واجب نہیں ہوتا، یہ زیادہ محتاط موقف ہے۔

٢ حمام میں قرآن کی قراءت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

٣ منی کا دھونا اور کھرچنا جائز ہے۔

٤ بغیر تغیر (تبدیلی) کے پانی میں نجاست گرنے سے پانی نجس نہیں ہوتا۔

٥ ہاتھی وغیرہ جیسے مردار جانور کی ہڈیوں سے بنی ہوئی کنگھی کی مدد سے تزئین جائز ہے نیز ہڈیوں کے ذریعے تیل لگانا جائز ہے۔

٦ گھی وغیرہ میں اگر چوہا گر جائے تو اس کو اور اس کے اردگرد والے گھی کو نکالنے سے وہ گھی پاک ہوجاتا ہے خواہ وہ مائع حالت میں ہو یا جامد حالت میں ہو۔

٧ ایسے شخص کی نماز فاسد نہیں ہوتی جس پر نماز کی حالت میں نجاست ڈال دی جائے۔

٨ ایسا شخص جو نماز کی حالت میں اپنے کپڑوں پر خون دیکھے تو ان کو اتار کر نماز پوری کرلے تو اس پر نماز کا اعادہ نہیں ہے۔

٩ قرآن کی کوئی ایک آیت کی قراءت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

١٠ جنابت کی حالت میں قرآن کی قراءت میں کوئی حرج نہیں ہے۔

١١ عورت کے قروء سے مراد اس کے حیض ہیں۔

١٢ اگر کوئی دیندار عورت اپنے گھر والوں میں سے کسی راز دار کی وساطت سے یہ دلیل پیش کرے کہ وہ ایک ماہ میں تین بار حائضہ ہوتی ہے تو اس کی تصدیق کی جائے گی اور وہ اپنی عدت پوری کرے گی۔

١٣ تیمّم چہرے اور دونوں ہتھیلیوں کا ہوتا ہے۔

۱۴ ایک ہی تیمّم کے ساتھ دو یا دو سے زیادہ نمازوں کو جمع کرنا جائز ہے جب تک نمازی بے وضو نہیں ہو جاتا۔

۱۵ جب جنبی کو ٹھنڈے پانی سے غسل کی وجہ سے مرض کا خدشہ لاحق ہو تو وہ تیمّم کر کے نماز ادا کر سکتا ہے۔

۱۶ نجاست کے ذریعے دباغت شدہ چیز کو پہننا جائز ہے۔

۱۷ ران ستر نہیں ہے۔

۱۸ کشتی میں نماز ادا کرنے والا کشتی کے گھومنے کے ساتھ خود بھی گھوم سکتا ہے۔

۱۹ آدمی کا اپنے کپڑے اور بستر پر سجدہ کرنا جائز ہے۔

۲۰ جوتے پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے۔

۲۱ عید والے دن عید ادا کرنے والے سے جمعہ ساقط ہو جاتا ہے، یہی امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا نقطہ نظر ہے۔

۲۲ مورتیوں اور مجسّموں سے خالی کلیسا میں نماز جائز ہے۔

۲۳ عورت کا مسجد میں خیمہ لگانا اور اس میں سونا جائز ہے۔

۲۴ مردوں کا مسجد میں سونا جائز ہے۔

۲۵ مسجد میں شعر نقل کرنا جائز ہے۔

۲۶ نیزوں کے ساتھ مسجد میں کھیلنا جائز ہے۔

۲۷ مسجد میں مشرک آدمی کا داخل ہونا جائز ہے۔

۲۸ مسجد میں استلقاء (ایک ٹانگ کا دوسری ٹانگ پر رکھنا) اور ٹانگ کو پھیلا کر لیٹنا جائز ہے۔

۲۹ مریض آدمی کے لیے ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کی نمازوں کا جمع کرنا جائز ہے۔

۳۰ اقامتِ نماز کے بعد حسبِ ضرورت کلام کرنا جائز ہے۔

۳۱ مرتکبِ بدعت کی امامت جائز ہے۔

۳۲ اگر امام اور ماموم (مقتدی) کے درمیان نہر یا راستہ یا دیوار ہو تب بھی امام کی اقتدا کی جاسکتی ہے۔

۳۳ رات کو اور صبح کی ہلکی تاریکی میں عورتوں کا مسجد کی طرف جانا جائز ہے۔

۳۴ شوہر کا عورت کو مسجد میں جانے اجازت دینا مشروع ہے، اسے منع کرنا مکروہ ہے۔

۳۵ بستیوں اور شہروں میں جمعہ مشروع ہے۔

۳۶ بارش کے باعث جمعہ ترک کرنے کی رخصت ہے۔

۳۷ مصلحتِ قتال اور دشمن سے تحفظ کے باعث نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کرنا جائز ہے۔

۳۸ عید والے دن عورتیں جب نماز کے لیے حاضر ہوں تو امام کا انہیں وعظ و نصیحت کرنا مشروع ہے۔

۳۹ خطبہ عید میں عورت کی حاضری مشروع ہے، اگر چہ اسے اپنی سہیلی کی چادر میں چھپ کر آنا پڑے۔

۴۰ رکوع سے پہلے اور بعد دونوں صورتوں میں قنوت جائز ہے۔

۴۱ خاوند کے گھر سے عورت اُس کی اجازت کے بغیر بھی کسی کو کھانا کھلاسکتی ہے، بشرطیکہ اس کا مقصد مال اجاڑنا یا خرابی پیدا کرنا نہ ہو۔

۴۲ عورت کا اپنے خاوند اور اپنے بچوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے۔

۴۳ حج کا ارادہ کرنے والے کو زکوٰۃ کی ادائیگی جائز ہے۔

۴۴ فقراء حضرات جہاں بھی ہوں اُن کو زکوٰۃ کی ادائیگی جائز ہے۔

۴۵ صدقہ کرنے والے کا اپنے صدقہ کو خریدنا ممنوع ہے۔

۴۶ جس کے پاس قربانی نہ ہو اس کا حج کو عمرے میں تبدیل کرنا جائز ہے۔

۴۷ عمرہ واجب ہے۔

۴۸ امام بخاری کے نزدیک بیوع کا معاملہ لوگوں کے عرف کی طرف لوٹایا جائے گا۔

۴۹ امام بخاری رحمہ اللہ نے عورت کا اپنے غلام یا کسی اور کے غلام سے پردہ نہ کرنے کے

بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا موقف اختیار کیا ہے۔

۵۰ اندھے کی گواہی اور اسی طرح اس نقاب نشین عورت کی گواہی جس کی آواز پہچان لی جائے جائز ہے۔

۵۱ اہل فساد اور مشکوک افراد کی غیبت جائز ہے۔

۵۲ عورت کا مردوں کی خدمت کرنا اور ان کے پاس کھڑے ہونا جائز ہے اگر چہ وہ دلہن ہی ہو۔ جیسا کہ بستیوں اور دیہاتوں والی عورتیں فطرت کے مطابق اس پر عمل پیرا ہوتی ہیں۔

۵۳ طلاق قصد و نیت سے مطلق طور پر واقع نہیں ہوتی۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے اس سلسلے میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا موقف اختیار کیا ہے۔

۵۴ امام صاحب نے ایک سال کی عدت والی قرآنی آیت کے بارے میں حضرت مجاہد اور حضرت عطاء کا موقف اختیار کیا ہے کہ وہ آیت منسوخ نہیں بلکہ محکم ہے بشرطیکہ عورت ایک سال وہاں رہنے کی وصیت کو قبول کرے۔

۵۵ عورتوں کے لیے مردوں کی عیادت کرنا جائز ہے جیسا کہ بستی اور دیہات والے لوگ اپنی فطرت کے مطابق اس پر کاربند ہوتے ہیں۔

۵۶ جناب خضر علیہ السلام اب زندہ نہیں ہیں۔

۵۷ مشرک کی کنیت رکھنا اور اُسے اس کی کنیت سے پکارنا جائز ہے۔

۵۸ ربیبہ عورت کی اور ربیب مرد کی بیٹیاں بھی اسی طرح حرام ہیں جس طرح کہ وہ خود حرام ہوتے ہیں۔ اس طرح پوتے کی بیویاں بھی اسی طرح حرام ہیں جس طرح کہ بیٹے کی بیویاں حرام ہوتی ہیں، نیز ربیبہ حرام ہے اگر چہ وہ اس کی پرورش میں نہ بھی ہو۔

۵۹ ﴿يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ﴾ آیت مبارکہ کے متعلق امام صاحب فرماتے ہیں کہ "یحرفون أي یزیلون" یعنی وہ زائل کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی کتب میں سے کسی کتاب کے لفظ کو زائل کرنا کسی کے بس کی بات نہیں لیکن وہ تحریف کرتے تھے

یعنی "یتأولونه عن غیر تأویله" کلمات کی تفسیر جو ہونی چاہیے تھی وہ نہیں کرتے۔
بہر حال اس مسئلہ پر بسیط بحث فتح الباری میں موجود ہے جو بہت زیادہ اہمیت و افادیت کی حامل ہے۔

٦٠ حاکم وقت جو خط اپنے عمال کی طرف بھیجتا ہے بغیر کسی دلیل و شہادت کے اس کے ساتھ کاروائی کرنا جائز ہے۔ اسی طرح قاضی کی طرف سے ارسال کردہ مکتوب سے بھی کاروائی عمل میں لائی جائے گی۔

٦١ اگر کوئی عورت جانی پہچانی ہو تو پس پردہ اس کا گواہی دینا جائز ہے۔

٦٢ حاکم کا فیصلہ کسی حرام کو حلال اور کسی حلال کو حرام نہیں کرسکتا ہے۔

٦٣ جو شخص ظلم و جور پر مبنی یا اہل علم کی آراء کے برخلاف کوئی فیصلہ کرے گا وہ قابل تردید ہوگا۔

٦٤ حاکم کے لیے ترجمان مقرر کرنا جائز ہے اگر وہ ترجمان کافر ہی کیوں نہ ہو۔ [1]

[1] ان میں سے بعض نقطہ ہائے نظر محل نظر ہیں جیسے ران کو ستر قرار نہ دینا، جو حج کے لیے جانا چاہتا ہو اسے زکوۃ دینا وغیرہ۔ (ش ح)

ڈاکٹر حافظ محمد شہباز حسن کی تالیفات

ا: فتاویٰ افکارِ اسلامی، ۳۱۳ سوالات کے جوابات
۲: تفسیر معارف البیان، سورۃ الفاتحہ اور سورۃ البقرۃ (۵۰ آیات)
۳: مظلوم صحابیات رضی اللہ عنھن، ظلم و ناانصافی کی نوعیت
۴: شوقِ عمل، ارکانِ اسلام پر عمل کی ترغیب
۵: سیاحتِ امت المعروف بہ شوقِ جہاد
۶: سجدۂ تلاوت کے احکام اور آیاتِ سجدہ کا پیغام
۷: لغت عرب کے ابتدائی قواعد اور جدید عربی بول چال مع قصص النبیین (عربی، اردو، انگریزی)
۸: التأثیر الاسلامی فی شعر حالی (ایم اے عربی کا مقالہ)
۹: تفسیر میں عربی لغت سے استدلال کا منہج (Ph.D کا مقالہ)
۱۰: اسلام کے بنیادی عقائد و نظریات اور اعمال و آداب
۱۱: مساجد کی آبادکاری
۱۲: اسلام کا تجارتی ضابطہ اخلاق
۱۳۔ پریشانیوں اور مشکلات کا حل (شہباز حسن / حافظ حمزہ کاشف)
۱۴: جنت کا منظر معہ جنت میں داخلے کا سبب بننے والے اعمال (شہباز حسن / حافظ حمزہ کاشف)
۱۵: دوزخ کا منظر معہ جہنم میں داخلے کا سبب بننے والے اعمال (شہباز حسن / حافظ حمزہ کاشف)
۱۶: عُلوم اسلامیہ (پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد اسرائیل فاروقی / شہباز حسن)
۱۷: اسلامی تعلیمات (پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمد اسرائیل فاروقی / شہباز حسن)
۱۸: مقامِ قرآن (میاں انوار اللہ / شہباز حسن)
۱۹: انسان اور قرآن (میاں انوار اللہ / شہباز حسن) (زیرِ طبع)

اردو تراجم اور تعلیقات

ا: بدعات کا انسائیکلو پیڈیا (قاموس البدع کا ترجمہ واستدراک)
۲: صداقت نبوتِ محمدی (دلائل النبوۃ از ڈاکٹر منقذ کا ترجمہ و تعلیق)
۳: غسل، وضو اور نماز کا طریقہ مع دعائیں (الوضوء و الغسل و الصلاۃ کا ترجمہ و تعلیق)
۴: بیماریوں کا علاج، دعا، دم اور غذا کے ذریعے (الدعاء، ویلیہ العلاج بالرقی من الکتاب والسنۃ از ابن وھف

قحطانی)

:۵ جہنم اور جہنمیوں کے احوال (النار حالها واحوال اهلها کا ترجمہ وتعلیق)

:۶ خوش نصیبی کی راہیں (طریق الهجرتین و باب السعادتین از حافظ ابن قیم کا ترجمہ اور تلخیص وتعلیق)

:۷ جنت میں خواتین کے لیے انعامات (احوال النساء فی الجنة)

:۸ فرقہ پرستی کے اسباب اور ان کا حل (الافترق۔ اسبابها وعلاجها) (زیرِ طبع)

:۹ اصول الکرخی

:۱۰ دنیا ڈھلتی چھاؤں (الدنیا ظل زائل) (زیرِ طبع)

:۱۱ صحیح بخاری میں امام بخاری رحمہ اللہ کا منہج (عادات الامام بخاری فی صحیحہ: شیخ عبدالحق ہاشمی رحمہ اللہ)

۱۲۔ نجات یافتہ گروہ کا عقیدہ (عبدالحق ہاشمی رحمہ اللہ)

نظرِ ثانی شدہ کتب

۱۔ اردو ترجمہ قرآن مجید (مولانا محمد ارشد کمال

۲۔ صحیح ابن خزیمہ (ترجمہ وشرح)

۳۔ مشکوٰۃ المصابیح (ترجمہ)

۴۔ حدیث اور خدام حدیث (میاں انوار اللہ)

۵۔ الاسماء الحسنیٰ (میاں انوار اللہ)

۶۔ المسند فی عذاب القبر (مولانا محمد ارشد کمال)

۷۔ عذاب قبر، قرآن کی روشنی میں (مولانا محمد ارشد کمال)

۸۔ ذکر اللہ کے فوائد (پروفیسر عنایت اللہ مدنی)

۹۔ حقانیت اسلام (پروفیسر محمد انس)

۱۰۔ تقلید کی شرعی حیثیت (تخریج وتحقیق شدہ) از جلال الدین قاسمی

۱۱۔ منکرین حدیث کی مغالطہ انگیزیوں کے علمی جوابات (تخریج وتحقیق اور اضافہ شدہ) از حافظ جلال الدین قاسمی

۱۲۔ گناہوں کی معافی کے دس اسباب (تخریج وتحقیق اور تعلیقات کے ساتھ) از حافظ جلال الدین قاسمی

۱۳۔ اللہ تعالیٰ کی دس تاکیدی نصیحتیں (تخریج وتحقیق اور تعلیقات کے ساتھ) (حافظ جلال الدین قاسمی)

۱۴۔ سورۃ الاخلاص کا پیغامِ توحید (تخریج وتحقیق اور تعلیقات کے ساتھ) (حافظ جلال الدین قاسمی)

۱۵۔ آیت الکرسی اور عظمت الٰہی (تخریج وتحقیق اور تعلیقات کے ساتھ) (حافظ جلال الدین قاسمی)

۱۶۔ توبہ کا دروازہ (میاں انوار اللہ)

۱۷۔ اصولِ کرخی پر ایک نظر

۱۸۔ اسلامی عقائد۔ دو مسلمانوں کا مکالمہ (وارثان انبیاء)

امام بخاری رحمہ اللہ کا منہج

مکتبہ افکارِ اسلامی